22
3
ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۶ جنوری ۱۹۵۹ء
قیمت
۴
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

## پیشاب سے زمین کو پاک کرنے کا حکم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَامَ یَبُوْلُ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحٰبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَہْ مَہْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْہُ دَعُوْہُ فَتَرَکُوْہُ حَتّٰی بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَاہُ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ وَاِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَسَنَّہٗ عَلَیْہِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

انسؓ نے بیان کیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آیا۔ اور کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے (اس سے) کہا ٹھہر ٹھہر۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیشاب کرنے سے نہ روکو اس کے حال پر اس کو چھوڑ دو تاکہ وہ پیشاب کرے چنانچہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے پیشاب کر لیا پس اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور اس سے کہا یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں ہیں بلکہ ذکر الٰہی نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہیں انس نے کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت میں سے ایک شخص کو (پانی لانے کا) حکم دیا۔ پس وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اس کو پیشاب پر بہا دیا۔

## مردہ بکری کے چمڑے کا حکم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاۃٍ لِمَیْمُوْنَۃَ بِشَاۃٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ھَلَّا اَخَذْتُمْ اِھَابَھَا فَدَبَغْتُمُوْہُ فَانْتَفَعْتُمْ بِہٖ فَقَالُوْا اِنَّھَا مَیْتَۃٌ فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَکْلُھَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ میمونہ کی ایک آزاد کردہ لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی پس وہ مرگئی۔ پس گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے اور فرمایا کیوں نہ نکال لیا تم نے اس کا چمڑا پس دباغت دے لی ہوتی اس کو اور نفع اٹھا لیا ہوتا اس سے لوگوں نے عرض کیا۔ یہ تو مردار ہے۔ فرمایا آپ نے اس کا کھانا حرام ہے۔

## غلط فہمی کا ازالہ

**مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کے صفحہ ۲ پر احادیث** الرسول کے عنوان کے تحت مندرجہ ذیل حدیث معہ ترجمہ شائع ہو چکی ہے۔ بعض احباب نے تشریح کا تقاضا فرمایا ہے۔ لہٰذا رفع شبہ کے لئے مذکورہ حدیث دوبارہ ہدیۂ قارئین کرام کی جا رہی ہے۔

## غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو مسح کر لو

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّی اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَۃِ وَصَلَّیْتُ الْفَجْرَ فَرَاَیْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ یُصِبْہُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتَ مَسَحْتَ عَلَیْہِ بِیَدِکَ اَجْزَاکَ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ

علیؓ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ناپاکی کو دور کرنے کے لئے غسل کیا۔ اور پھر صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ناخن برابر جگہ غسل میں خشک رہ گئی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تو اس پر مسح کر لیتا اپنے ہاتھ سے تو کافی ہوتا

**ف** مسح کرتا یعنی دھو ڈالتا اس کو دھونا خفیف یا ہاتھ بھیگا ہوا پھیر لیتا وقت غسل کے تو کافی تھا تجھکو کہ غسل پورا ہو جاتا اور بعد مدت (دیر) کے دیکھا تو دھونا چاہیے تھا اگرچہ دھونا خفیف ہوتا اور نماز کہ پڑھی تھی۔ اس کی قضا کرتا۔

(مظاہر حق)



## مردہ بکری کے چمڑے کا حکم

عَنْ سَوْدَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاۃٌ فَدَبَغْنَا مَسْکَھَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِیْہِ حَتّٰی صَارَ شَنًّا (رَوَاہُ الْبُخَارِی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سودہؓ کہتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مرگئی۔ پس ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دی۔ پھر ہم ہمیشہ اس میں نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔ (بخاری)

## مردار کے چمڑے کا حکم

عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَیْشٍ یَجُرُّوْنَ شَاۃً لَھُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَخَذْتُمْ اِھَابَھَا قَالُوْا اِنَّھَا مَیْتَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُطَھِّرُھَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ)

میمونہؓ کہتی ہیں کہ قریش کی ایک جماعت اپنی ایک (مری ہوئی) بکری کو اس طرح کھینچ کرلے جا رہی تھی۔ جس طرح گدھے کو لے جاتے ہیں۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کاش نکال لیا ہوتا تم نے چمڑہ اس کا۔ لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا پاک کر دیتا ہے اس کو پانی اور کیکر کے پتے یعنی دباغت سے مردار کا چمڑہ پاک ہو جاتا ہے۔

## مردار کے چمڑے کا حکم

عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتٍ فَاِذَا قِرْبَۃٌ مُعَلَّقَۃٌ فَسَاَلَ الْمَاءَ فَقَالُوْا لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھَا مَیْتَۃٌ فَقَالَ دِبَاغُھَا طَھُوْرُھَا (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ)

سلمۃ بن المحبق رضؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں ایک شخص کے گھر تشریف لے گئے ناگہاں آپ نے ایک مشک کو لٹکے ہوئے دیکھا آپ نے پانی مانگا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو مردار کا چمڑہ ہے۔ آپ نے فرمایا دباغت نے اس کو پاک کر دیا ہے۔

ہفت روزہ
# خدام الدین
لاہور

جلد ۴ ‖ ۶ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۸ھ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۵۹ء ‖ شمارہ ۳۶

# بددیانت سرکاری ملازمین

حکومت کی طرف سے سرکاری ملازمین کی بددیانتی اور نااہلی کے خلاف عملی مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں قواعد و ضوابط شائع ہو چکے ہیں مرکزی حکومت کی طرف سے درجہ اول کے تمام افسروں اور درجہ دوم کے بعض افسروں کو اپنی املاک کی تفصیل پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حکومت مغربی پاکستان نے چیف سکرٹری سے لے کر چپڑاسی تک کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے اثاثوں کی تفصیل پیش کریں اور یہ بھی بتائیں کہ ملازمت سے پہلے وہ کتنی جائیداد کے مالک تھے اور اب ان کی تحویل میں کتنی جائیداد ہے اور یہ جائیداد کس طرح حاصل کی گئی ہے یہ تفصیل صرف ملازمین کی ذاتی املاک تک محدود نہیں ہوگی بلکہ اس میں ان کی خاندانی املاک بھی شامل ہونگی۔ اس کے علاوہ حکومت نے مارشل لاء کا ایک نیا ضابطہ بھی نافذ کیا ہے۔ جس کے تحت بددیانتی یا سرکاری حیثیت کے ناجائز استعمال پر چودہ سال تک قید اور جائیداد کی ضبطی کی سزا دی جا سکتی ہے

پاکستان میں سرکاری ملازمین کی اکثریت اپنی بددیانتی اور نااہلی کی وجہ سے جس حد تک بدنام ہو چکی ہے اس سے پاکستان کا ہر شہری بخوبی واقف ہے۔ یہ جملہ زبان زد خلائق ہے کہ پاکستان میں کسی سرکاری ملازم سے کام نکلوانے کے دو ہی ذرائع ہیں۔ "رشوت یا رشتہ" گویا کہ حرام خوری اور خویش پروری ہماری معاشرتی زندگی کا لازمہ بن چکی ہیں۔ ان حالات میں سرکاری ملازمین کی تطہیر کوئی آسان کام نہیں ہے ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ کاروباری حضرات کی تطہیر سے ملازمین کی تطہیر کا کام بہت دشوار ہے اگر ہماری نئی حکومت اس مہم میں کامیاب ہوگئی تو یہ ایک زندہ جاوید کارنامہ ہوگا۔

جہاں تک کاغذی کاروائی کا تعلق ہے حکومت نے اس سلسلہ میں قابل تحسین اقدام کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ سرکاری ملازمین میں اس کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے ہماری رائے میں سرکاری ملازمین کی اکثریت حکومت کے لئے دردِ سر ثابت ہوگی۔ قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جن افسروں پر حکومت اعتماد کر کے مارشل لاء کے قواعد و ضوابط کے نفاذ کا کام سپرد کرے گی وہی ان کو ناکام بنانے کی کوشش کریں گے۔ ان حالات میں بددیانتی اور نااہلی کے خلاف حکومت کی جاری کردہ مہم کی کامیابی کی بہت کم توقع ہے ہم حکومت کو مشورہ دیں گے کہ وہ سرکاری ملازمین کو کتاب و سنت کی روشنی میں تربیت دے کر ان کے اندر ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ صرف قانون کے ذریعہ سے نہ کبھی کسی طبقہ کی اصلاح ہوئی ہے اور نہ اب ہوگی۔ قانون کے ساتھ ساتھ مذہب کی تعلیم کو لازمی قرار دے کر اس پر عمل کرانے کا بھی اہتمام کیا جائے تاکہ ہمارے ہر کام میں نصرت الٰہی بھی شامل حال ہو جائے۔

اس سلسلہ میں حکومت کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد تمام سرکاری ملازمین کے لئے نماز کی پابندی لازمی قرار دے اس سے اُن کا تعلق باللہ درست ہو کر اُن کے اندر فرض شناسی کا جذبہ بیدار ہوگا جب تک انسان کے اندر خوفِ خدا پیدا نہ ہوتا اس کی اصلاح کی تمام تدابیر بے سود ثابت ہوں گی۔ خوفِ خدا پیدا کرنے کے لئے مذہب کی پابندی ازبس ضروری ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم آزادی کے بعد مذہب سے بھی آزاد ہو گئے ہیں۔ اس ملک میں مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھوں مذہب اسلام کی جو گت بن رہی ہے اس کی مثال تاریخ کے اوراق میں ڈھونڈھے سے بھی شاید نہ ملے۔ اس صورتِ حال کو فوراً بدلنے کی ضرورت ہے۔ مذہبی ادارے اور دینی جرائد کافی تگ و دو کر رہے ہیں لیکن حکومت چونکہ فواحشات و منکرات کی سرپرستی کر رہی ہے اس لئے ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو رہی ہیں۔ حکومت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیئے تاکہ پاکستان کے تمام مسائل اللہ تعالیٰ کی مدد سے حل ہو سکیں۔

## معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ گزشتہ شمارہ میں کاپی غلط لگ جانے کی وجہ سے دوسرا صفحہ آخیر میں اور آخری صفحہ (۲۰) دوسرے صفحہ پر لگ گیا تھا۔ اس کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔

"ادارہ"

## ایں چہ بوالعجبی؟

ایک خبر مظہر ہے کہ ایک قصبہ میں ایک شخص کی شکایت پر پولیس نے اُس کے حقیقی والد کے خلاف دھوکہ دہی اور چوری کے مقدمات درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ شکایت کنندہ کا بیان ہے کہ اس کے والد نے اُسے فریب دے کر ۲۸ ہزار روپیہ کی رقم حاصل کی اور کہا کہ وہ اس رقم سے اس کی اراضی میں ٹیوب ویل لگا دے گا مگر اس نے اس رقم سے اپنے سوتیلے بیٹے کی زمین میں ٹیوب ویل نصب کرا دیا۔ اُس نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس کے والد نے اُس کی بیوی کا ۲½ لاکھ کا زیور چرا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسان کے سب سے بڑے محسن اُس کے والدین ہیں مگر آجکل مغربی تہذیب کے دلدادگان ان دونوں محسنین کے حقوق سے قطعاً ناآشنا ہیں اس ترقی کے زمانہ میں شاید ہی کوئی خوش قسمت والدین ہونگے جن کی اولاد فرمانبردار اور صالح ہوگی اکثر والدین اپنی اولاد سے نالاں ہیں لیکن اس خبر نے تو اولاد کی نالائقی اور بھی واضح کر دی ہے اس بدقسمت بیٹے نے شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کبھی نہیں سنا۔ اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِیْكَ (تو اور تیرا مال تیرے باپ کی کمائی ہے)۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہو تو وہ اُس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کیلئے جنت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے ایک ہی زندہ ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کا نافرمان ہو تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہو تو دوزخ کا ایک ہی دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اگرچہ ماں باپ ظلم کریں اُس پر آپ نے فرمایا اگرچہ اُس پر ظلم کریں! اگرچہ اس پر ظلم کریں!! اگرچہ اس پر ظلم کریں!!!

اس افسوسناک مقدمہ میں پولیس کی تفتیش اور عدالت کے فیصلہ کا ہم بے صبری سے انتظار کریں گے +

ماخوذ از قرآنِ حکیم

# مومن کے اوصاف

عبدالرحیم جاوید

مومن کے یہ چالیس[40] جو اوصاف یہاں ہیں
قرآن میں یزداں نے کئے آپ بیاں ہیں

ایمان[1] وہ رکھتے ہیں خدا اور نبیؐ پر
وہ مانتے ہیں قلب سے احکامِ پیمبر

لاریب رہِ حق میں وہی چھوڑتے[2] ہیں گھر
آفات[3] سے لڑ جاتے ہیں وہ دین کی خاطر

اپناتے ہیں وہ صبر[4] کو کب محوِ فغاں ہیں
وہ شیوۂ تسلیم[5] میں مشہورِ جہاں ہیں

وہ خرچ[6] زر و مال کریں راہِ خدا میں
وہ صبح کو مصروف ہیں توبہ[7] میں دعا میں

وہ غصہ[8] کو پی جاتے ہیں اللہ کی خاطر
اوروں کے گنہ بخش[9] ہی دیتے ہیں وہ یکسر

دنیا کی ملامت[10] سے وہ ہرگز نہیں ڈرتے
کفار پہ وہ شیروں کی صورت ہیں بپھرتے

کچھ شک نہیں وہ عابد[11] و تائب[12] ہیں جہاں ہیں
وہ حمدِ خدا[13] شام و سحر کرتے بیاں ہیں

وہ شام سحر جھکتے[14] ہیں اللہ کے در پر
اور سجدہ[15] اسے کرتے ہیں اصنام سے بچ کر

قدرت کے مناظر سے رکھیں شوقِ سیاحت[16]
کرتے ہیں حدود[17] اللہ کی ہر وقت حفاظت

وہ دوسروں کو دیتے ہیں ترغیب[18] بھلائی
وہ روکتے ہیں وقت پہ ہر اک کی برائی[19]

وہ عہد جو[20] اللہ سے کرتے ہیں تو محکم
ہیں اپنے ہر اک قول[21] پہ اور فعل پہ قائم

وہ اس سے کریں نیکی جو کرتا ہو[22] بدی بھی
لیکن نہیں جاتے کبھی محفل میں[23] برے کی

وہ جھوٹی گواہی کی قسم کھا[24] نہیں سکتے
اور ڈرتے ہی رہتے[25] ہیں وہ ہر وقت خدا سے

ہر رات میں کرتے ہیں وہ خالق کو جو سجدے[26]
پاتے ہیں سکون قلب[27] کا وہ ذکرِ خدا سے

نفسانی جو اعضا ہیں[28] بچاتے ہیں وہ اپنے
وہ کام برا جان کے بچتے ہیں[29] زنا سے

منہ پھیر کے چلتے ہیں ہر اک لغو[30] سے ہر دم
اور بچتے ہیں وہ سارے[31] گناہوں سے ہی پیہم

وہ کام نہیں کرتے ہیں کوئی بھی ریا[32] سے
وہ دور سدا بھاگتے ہیں مکر و دغا سے

ہوتی ہے انہیں مشورہ کر لینے کی عادت[33]
وہ کام میں نیکی کے کریں عجلت[34] و سبقت

اسراف کبھی خرچ میں کرتے نہیں مومن[35]
جب خرچ[36] بجا کرنا پڑے کرتے ہیں لیکن

جاہل جو جہالت[37] کا کلام ان سے ہیں کرتے
وہ کہہ کے سلام ان کو الگ ہوتے ہیں ان سے

معصوم کی جان[38] لینے سے پرہیز کریں گے
اور عہد پہ[39] قائم وہ امیں اپنے رہیں گے

وہ عاجزی سے رکھیں قدم[40] اپنا زمیں پر
گو سطوت و حشمت میں ہوں اوروں سے بھی بڑھ کر

---

1. اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
2. وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا
3. وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
4. اَلصّٰبِرِیْنَ
5. وَالْقٰنِتِیْنَ
6. وَالْمُنْفِقِیْنَ
7. وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ
8. وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ
9. وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ
10. لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
11. اَلْعٰبِدُوْنَ
12. اَلتَّآئِبُوْنَ
13. اَلْحٰمِدُوْنَ
14. اَلرّٰکِعُوْنَ
15. اَلسّٰجِدُوْنَ
16. اَلسّٰٓائِحُوْنَ
17. وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ط
18. اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
19. وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
20. اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ
21. وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ
22. یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ
23. وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا
24. لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ
25. ھُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّھِمْ مُّشْفِقُوْنَ
26. یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا
27. وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ
28. ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ
29. وَلَا یَزْنُوْنَ
30. ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ
31. یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
32. لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔
33. وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ
34. یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَھُمْ لَھَا سٰبِقُوْنَ
35. اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا
36. وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا
37. اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا
38. وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ
39. ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ
40. یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۹ جنوری ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

# رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع

# اور

# انسان کے خلاف اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانیوالے

# اسباب

برادرانِ اسلام - اسلام کی تعلیم کا خلاصہ مختلف عنوانوں سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ آج اس عنوان سے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم کا حاصل یہ ہے - کہ انسان دُنیا میں زندگی بسر کرنے کا ایسا طریقہ اختیار کرے - جس سے اللہ تعالےٰ اس سے راضی رہے - اور ایسے طرزِ زندگی سے اپنے آپ کو بچائے - جس سے اس کی بد اعمالی کے باعث اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آئے - وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ -

مجوزہ عنوان کے دونوں مضمون ترتیب وار پیش کئے جائیں گے -

## پہلا مضمون

## رضاء الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع

## پہلا

## التزام صدق سے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہونا

(قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۱۶ پارہ ۷

ترجمہ - اللہ فرمائیگا - یہ وہ دن ہے - جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا - ان کے لئے باغ ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے - ان سے اللہ راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے -

### شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - "جو لوگ اعتقاداً اور قولاً و عملاً (دُنیا میں) سچے رہے ہیں (جیسے حضرت مسیح علیہ السلام) ان کی سچائی کا پھل آج ملیگا - بڑی کامیابی حق تعالےٰ کی رضا ہے - اور جنّت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الٰہی ہے -"

### مذکورۃ الصدر

نتائج ان اللہ تعالےٰ کے بندوں کی دُنیا میں حق پرستی کے بدلے میں نکلے ہیں - اللھم اجعلنا منھم

### آج کل

مسلمانوں میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں - جن کی زندگی کا نصب العین حق و صداقت کی حمایت ہو - خواہ اولاد ناراض ہو جائے - یا برادری روٹھ جائے یا اپنا کوئی مالی نقصان ہو جائے - مگر وہ حق و صداقت کے راستہ سے پیچھے نہ ہٹتے ہوں اور بعض اوقات ایسے لوگوں کو واقعی طرح طرح کے ذاتی نقصان پہنچ جاتے ہیں - مثلاً برادری ناراض ہوگئی اور انہوں نے اس کے گھر نقب زنی کرادی اور وہ بچارا لٹ گیا! اب کوئی برادری والا اس کی حمایت نہیں کرتا - بلکہ طعنہ دیتے ہیں کہ اب برادری سے کٹ کر مزے لے لو یا بالبھی کاٹنے بھینس کی چوری کرادی - بجائے اس کے کہ برادری چوری کے برآمد کرانے میں امداد دے اُلٹا اس حق پرست کو کوستے اور طعنے دیتے ہیں - تم نے دیکھا - کہ برادری سے کٹنے کے باعث کیسی کیسی مصیبتیں آتی ہیں -

### دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے حق گو اور حق پرستوں کی ہر موقعہ پر امداد فرمائے تاکہ حق کی عزت پر آنچ نہ آئے آمین یا الٰہ العالمین ۔

## دُوسرا

## صحابہ کرامؓ کے اتباع کی برکت سے رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہوتا ہے

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ - اور جو لوگ قدیم میں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں - اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے - ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں - جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں - ان میں ہمیشہ رہیں گے - یہ بڑی کامیابی ہے -

### اس آیت میں

برادرانِ اسلام اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام (خواہ مہاجرین ہوں یا انصار) کے نقش قدم پر چلنے کو ذریعہ قرار دیا گیا ہے - اور اسلام کا سچا نمونہ پیش کرتے وقت اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صحابہؓ کرام کو بھی پیش کیا ہے - چنانچہ

### ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو

(وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵

ترجمہ - اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے

تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے - جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالینگے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے -

## اِس اعلانِ شاہنشاہی

سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام ہدایت پہنچنے کے بعد جو شخص صحابہ کرام رضؓ کے طریقہ کے مطابق اس پر عمل نہیں کریگا - بلکہ باوجود مسلمان کہلانے کے ہر شعبۂ حیات میں صحابہ کرامؓ کے خلاف طرزِ عمل اختیار کرے گا - تو وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں - بلکہ مردود ہوگا - اور ان حضرات کی معیت میں بہشت میں نہیں جائیگا - بلکہ اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا -

## اہل السنۃ والجماعۃ کہلانے والے

مسلمان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے - اہل السنۃ والجماعۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت یعنی طریقہ کے پابند ہیں - اور اس سُنّت پر عمل کرنے میں ہم صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلے جا رہے ہیں - یعنی صحابہ کرامؓ ہمارے اسلاف تھے - اور ہم ان کے اخلاف یعنی جانشین ہیں - مَیں اپنے اس دور کے اہل السنۃ والجماعۃ سے عرض کرتا ہوں - کیا ہمیں اس مبارک لقب کے استعمال کرنے کا حق ہے - کیا صحابہ کرامؓ بھی نماز التزام سے نہیں پڑھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرام رضؓ رمضان مبارک میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ مال ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں ادا کیا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ شادیوں پر باجے بجوایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرام رضؓ دولھا کے سر پر سہرا باندھا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کو ملکن کے طور پر ضرور ہی گھوڑی پر بیٹھا کر بھیجا کرتے تھے - خواہ سسرال کا گھر دس قدم کے فاصلہ پر ہی ہو - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے پیچھے گھوڑی پر سربالا بٹھایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ بارود کے گولے برات میں ساتھ لے جایا کرتے تھے - کیا صحابہ کرامؓ دولھا کے ہاتھ مہندی سے رنگا کرتے تھے - اور کیا صحابہ کرامؓ داڑھیاں منڈوایا کرتے تھے - اور کیا صحابہ کرامؓ کاروبار سے فارغ ہوکر رات کو رنڈیوں کے گانے (بالفاظ دیگر سنیما) سنا کرتے تھے -

## اے موجودہ دور کے اہل السنۃ والجماعۃ

تمہیں شرم آنی چاہئے - اہل السنۃ والجماعۃ کہلا کر تعلیم قرآن مجید کی مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی مخالفت - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے طرز عمل کی مخالفت - اگر تمہیں اپنے اس طرز عمل میں تبدیلی کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی - تو پھر ان نسبتوں کو چھوڑ دو مسلمان نہ کہلاؤ - تاکہ دشمنانِ اسلام حضورؐ کی اُمّت کی تو توہین نہ کرسکیں - اہل السنۃ والجماعۃ نہ کہلاؤ - تاکہ صحابہ کرامؓ کی توہین تو نہ ہو - کیونکہ دشمنانِ اسلام یہی خیال کرینگے کہ حضورؐ کے صحابہ کرامؓ بھی ایسے ہی ہونگے -

## اُونچے طبقہ کے شریف زادے

اسی طرح کیا کرتے ہیں - کہ جب اپنے بزرگوں کے طریقہ سے ہٹ جاتے ہیں - تو اپنی بدعملی کے باعث اپنے بزرگوں کی عزّت کو بٹہ نہیں لگوایا کرتے - جب کوئی پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایک بدکردار بدعمل گنہگار انسان ہیں - آپ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - تو خاندان کا نام نہیں لیتے ٹال دیتے ہیں - کہ جی آپ خاندان پوچھ کر کیا لینگے - اگر کوئی پوچھے - آپ کے والد صاحب کون ہیں - تو جواب دینگے کہ آپ کو شجرۂ نسب پوچھنے کی کیا ضرورت ہے - غرضیکہ ان کی چھپی ہوئی شرافت جو دل میں ہے - وہ گوارا نہیں کرتی - کہ اپنی وجہ سے اپنے بزرگوں یا اپنے خاندان کو بدنام کریں -

## حضور انورؐ نے بھی صحابہ کرامؓ کا اتباع

نجات حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دیا ہے - ایک حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کے بہتّر فرقے ہوگئے تھے اور میری اُمّت کے تہتّر فرقے ہونگے - جن میں سے بہتّر دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ بہشت میں داخل ہوگا - صحابہ کرامؓ نے عرض کی - یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا - آپؐ نے فرمایا - (ما انا علیہ واصحابی) ترجمہ - جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں - اس حدیث شریف میں بہشت میں جانے والوں کے لئے معیار حضور انورؐ اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کو قرار دیا گیا ہے - لہٰذا

## حدیث شریف

سے بھی یہ بات محقق - واضح اور پختہ ہوگئی - کہ صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کے سوا کوئی شخص بھی بہشت میں نہیں جاسکتا - وما علینا الا البلاغ -

## تیسرا

## اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی کے تعلقات توڑ لینے کے باعث

## رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل ہوتا ہے

(لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ - آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور اُن لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں - گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں - یہی وہ لوگ ہیں - جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے - اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے - اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا - جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے - اللہ ان سے راضی ہُوا - اور وہ اس سے راضی ہوئے - یہی اللہ کا گروہ ہے - خبردار بیشک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے - اس آیت کا مطلب ترجمہ پڑھنے سے بالکل صاف سمجھ میں آجاتا ہے -

**کہ برادری جب خلاف شرع کام کرے - تو ہر سچے - اصلی - اور کھرے مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے کام میں ہرگز شریک نہ ہو -**

اگر برادری شادی کے موقعہ پر خلاف شریعت

پروگرام بنائے۔ تو ہر سچے۔ اصلی اور کھرے
مسلمان کا فرض ہے کہ اس پروگرام میں
کوئی حصہ نہ لے۔ مثلاً اگر برات میں باجا
ہو۔ تو اس برات میں ہرگز شامل نہ ہو۔
اور صاف طور پر کہہ دے کہ میں فقط
اس خلافِ شرع رسم کے باعث شرکت
کرنے سے من جانب اللہ معذور ہوں۔ اگر
آپ باجے نہ بجائیں تو میں شرکت کے لئے
حاضر ہوں یا مثلاً دولہا کے سر پہ سہرا
باندھنا یہ ہندوانہ رسم ہے۔ اگر لڑکے والے
سہرا باندھنے پر اصرار کریں تو صاف کہدے
کہ اس کفر کی رسم کے باعث میں اس
برات میں شامل ہونے سے معذور ہوں
اگر آپ دولہا کے سر پہ سہرا نہ باندھیں
تو میں شریک ہونے کے لئے تیار ہوں۔
یا مثلاً چونکہ آپ آتشبازی برات کے ساتھ
لے جائیں گے۔ اس لئے میں شرعاً اس
میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ آتشبازی
بند کر دیں تو میں برات میں شامل ہونے
کے لئے تیار ہوں۔ ایسے لوگ قطع رحمی کے
مجرم نہیں ہوں گے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو
دربارِ رسالت سے کامل ایمان والے ہونے
کی بشارت دی گئی ہے۔

## وہ بشارت ملاحظہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے (مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی
لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ)
ترجمہ۔ جس شخص نے اللہ واسطے دوستی رکھی
اور اللہ واسطے ناراض ہوا۔ اور اللہ واسطے
دیا۔ اور اللہ واسطے دینے سے باز رہا۔ تو
تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا +
سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بارگاہ سے اس خوشخبری کا حاصل کرلینا
بہتر ہے۔ یا ان بے دینوں کو راضی رکھنا
بہتر ہے۔ جو خود بھی خلاف شریعت کرنے
کے باعث اللہ تعالےٰ کے ہاں مجرم ہوگئے
ہیں۔ اور اگر اسی حالت میں مرگئے۔ تو
خدا جانے ان کو مرنے کے بعد کس کس
قسم کا عذاب ہوگا۔

## اگر انسان کا ایمان

مضبوط ہو۔ تو پھر ایسے بے دینوں کی ذرہ
جتنی بھی پروا نہیں ہوتی۔ مومن کامل تو
یہی کہیگا کہ ناراض ہوں تو سو دفعہ ہو جائیں
ہمیں تو اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنا ہے

ہاں اگر کمزور ایمان والا ہوگا۔ تو پھر شیطان
اس کے منہ سے یہ کلمے نکلوائے گا۔ اجی
کیا کریں۔ مولوی صاحب تو ٹھیک فرماتے
ہیں۔ مگر برادری میں بھی تو ناک رکھنی ہے

## فرض عین

ہم مسلمانوں کا فرض عین ہے۔ کہ
بے دین برادری کی کوئی پروا نہ کریں۔
شیطان کمزور ایمان والوں کے دل میں یہ
وسواس ڈالتا ہے کہ اگر ہم نے آج برادری
کی مخالفت کی۔ تو پھر لڑکیوں کی شادی
کہاں کریں گے۔ اور لڑکوں کے لئے رشتے
کہاں سے ملیں گے۔ یہ وسواس بھی
در اصل شیطان کا دل میں ڈالا ہوا ہے

## بندے بندے پر مہر

میں تو دوستوں سے کہا کرتا ہوں۔
آپ کہتے ہیں کہ دانے دانے پر مہر لگی
ہوتی ہے۔ کہ جو دانہ جس کی قسمت میں
لکھا ہوا ہے وہی کھائے گا۔ دوسرا کھا
نہیں سکتا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بندے بندے
پر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے مہر لگی
ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر
میں جس لڑکے کے لئے جو لڑکی اور جس
لڑکی کے لئے جو لڑکا لکھا ہوا ہے نہ اس
لڑکے کی شادی کسی دوسری لڑکی سے
ہوگی۔ اور نہ اس لڑکی کی شادی کسی دوسرے
لڑکے سے ہوگی۔ اے مسلمان تیرا تو اللہ
تعالےٰ کی تقدیر پہ ایمان ہے۔ پھر تمہیں
لڑکی اور لڑکے کے نکاح کی کیا فکر ہے۔
اسلام کا فیصلہ تو یہی ہے۔ جو عرض کر
چکا ہوں۔

## چوتھا

## ایمان اور عمل صالح کے باعث بہترین مخلوقات ہونے اور رضا الٰہی کا تمغہ ملتا ہے

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ
هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ
عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ
اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِکَ
لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝) سورہ البینہ پارہ ۳۰
ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور
نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات
ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ
رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں
بہتی ہونگی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے
اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی
ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے
رب سے ڈرتا ہے۔

## یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے

کہ فقط ایمان لانے اور اپنے متعلقہ
اعمال صالح کے بجا لانے سے بہترین مخلوقات
میں شامل فرمانے کے علاوہ اپنی رضا کا تمغہ
بھی دے دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا
کہ یہ جزاء خیر اللہ تعالےٰ سے ڈرنے
والوں ہی کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے

## یہ عاجز کہا کرتا ہے

کہ انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط
ایک چیز بناتی ہے۔ اور وہ خوف خدا ہے
اگر ایک معمولی درجہ کے صوم وصلوٰۃ کے
پابند مسلمان کے دل میں خوفِ خدا پیدا
ہو جائے تو وہ اعلےٰ درجہ کا متقی (پرہیزگار)
بن جائیگا۔ کیونکہ ایسا شخص ہر اس قول و
فعل یا ہر اس مجلس میں بیٹھنے سے بچے گا
جس کام کے کرنے اور جس مجلس میں بیٹھنے
سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ ایسے شخص
کی باگ خوف خدا کے ہاتھ میں ہوگی۔ اور
بمقابلہ اس کے ایک ایسا شخص فرض کیجئے
جو علمی قابلیت میں بہت ہی بلند مرتبہ پر
پہنچا ہوا ہے۔ مگر اس کے دل میں خوف خدا
نہیں ہے۔ وہ اپنے طمع اور لالچ اور دنیاوی
اغراض کے پورا کرنے کے لئے ایسے ایسے
کام کرے گا کہ شیطان بھی دیکھ کر انگشت
بدنداں ہوگا۔ کہ ہائے ایسا ظلم۔ اس مضمون
کی وضاحت کے لئے

## بطور مثال ایک واقعہ سنئے

۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جو جنگ عظیم
ہوئی تھی۔ اس میں ٹرکی بھی شامل تھا۔
مسلمانوں کو یاد ہوگا۔ کہ عراق عرب کے
میدان میں ترکی لشکر نے انگریزوں کے لشکر
کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور جنرل ٹاؤنشنڈ
انگریزوں کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اس
وقت انگریز کو اس چیز کی ضرورت تھی۔
کہ انگریز کی مسلمان فوج کے نوجوانوں کی
ہمدردی ٹرکی سے نہ رہے۔ تاکہ مسلمان فوجی
پنجے جھاڑ کر ٹرکی کی فوج پر حملہ کرے۔ چونکہ
مسلمان کے دل میں الحمدللہ مذہب اسلام
کی عزت ہے۔ اس لئے انگریز ٹرکی سے
مسلمانوں کا تعلق توڑنا چاہتا تھا اس کام
کے لئے عدالتوں کے جج صاحبان تو کام

نہیں آسکتے تھے۔ الٹا مذہب کے پیشوا علماءؐ
ہی آلہ کار بن سکتے تھے۔ چنانچہ اس جنگ
کے زمانہ میں میں ایک مرتبہ لاہور آیا۔ اور
میں نے لاہور کے بعض مقتدر علماء کا فتویٰ
طبع شدہ دیکھا۔ جو انگریز نے ان مقتدر
علماء سے لکھوایا تھا۔ اور لاہور ہی میں
چھپوایا تھا۔ اور چوری چوری اپنے میدانِ
جنگ میں بھیج دیا تھا۔ اس فتویٰ کا ماحصل
یہ تھا۔ کہ ٹرکی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں
ہے۔ کیونکہ ہم اور مُلک کے باشندے ہیں۔
اور وہ اور مُلک کا باشندہ ہے۔ ہماری
قوم اور ہے۔ اور اس کی قوم اور ہے۔
اس کے علاوہ ایک دو "اور" اور بھی تھے۔
جو مجھے یاد نہیں رہے۔ فوجی سپاہی بچارا
ایک سیدھا سادھا مسلمان ہے۔ وہ اور،
اور کی باریکیوں کو کیسے سمجھ سکتا تھا۔
چنانچہ ہمارا فوجی نوجوان ٹرکی کی فوج سے
ڈٹ کر لڑا۔ جس کے باعث انگریز کو
فتح ہوئی۔ اور ٹرکی شکست کھا گیا۔ اور
قسطنطنیہ کے خلیفۃ المسلمین بمع بال بچوں
کے قید ہوگئے۔ اور قسطنطنیہ پر انگریزی
اور فرانسیسی فوجیں قابض ہوگئیں۔

## اس کے بعد پھر اللہ تعالےٰ کا جلال جوش میں آیا

اور بقول غازی رؤف بے (جو ٹرکی
کے نمائندہ کی حیثیت سے جنگ ختم ہونے
کے بعد لاہور تشریف لائے تھے۔ اور
اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں انہوں نے
رات کے وقت تقریر فرمائی تھی۔ اس کی
روح یہی تھی۔ کہ پھر مذہب اور جہاد کے
نام پر باشندگانِ ٹرکی نے کروٹ بدلی اور
پھر انگریزی اور فرانسیسی فوجیں قسطنطنیہ
سے دُم دبا کر بھاگیں۔

## میرے مسلمان بھائیو

یہ یاد رکھو۔ کہ مسلمان کے اندر مذہب
اسلام نام پر جو جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس
میں چونکہ اللہ تعالےٰ کی تائید شامل ہوتی
ہے۔ اس کا مقابلہ پھر کوئی مادی طاقت
نہیں کرسکتی۔

## قابل عبرت چیز

گزشتہ تحریر میں قابل عبرت تو یہ چیز
ہے۔ کہ ایک لاہوری جیّد عالم نے (جس
کے دل میں خوف خدا نہیں تھا۔ اور طمع
اور لالچ کا شکار ہوکر اس نے وہ) فتویٰ
دیا کہ جس سے ایک مملکت کے خدا جانے
کتنے نوجوان شہید ہوئے ہونگے۔ اور
بالآخر اسے شکست کھانی پڑی۔ یہ الگ
چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے پھر ٹرکی کو
زندہ کر دیا۔

## وہ مولانا فوت ہو چکے ہیں

یہ اطلاع اس لئے دے رہا ہوں۔
کہ کہیں میرے لاہوری بھائی اندازے
لگانے نہ لگ جائیں۔ کہ فلاں مولانا ہونگے
یا فلاں ہونگے۔

## انسان کے خلاف اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکانے والے اسباب

برادران اسلام۔ رضاء الٰہی کے حاصل
کرنے کے ذرائع تو آپ سُن چکے ہیں۔ اب
غضب الٰہی کے اسباب بھی ملاحظہ ہوں۔

## پہلا

## انسان کا منافق یا مشرک ہو جانا

(وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○)

سورہ الفتح رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور تاکہ منافق مردوں اور عورتوں کو
اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب دے۔
جو اللہ کے بارے میں بُرا گمان رکھتے ہیں۔
انہیں پر بُری گردش ہے۔ اور اللہ نے
ان پر غضب نازل کیا۔ اور ان پر لعنت
کی۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا
ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

## حاصل

یہ ہے کہ مرض نفاق اور مرض شرک
کے مریضوں پر خدا تعالےٰ کا غضب اور لعنت
ہے۔ اور آخرت میں وہ دوزخ میں جائینگے
اللّٰھمّ لا تجعلنا منھم

## نفاق اور شرک کی تھوڑی سی تشریح

نفاق یہ ہے کہ انسان بظاہر مسلمان
کہلائے اور دل میں بجائے اس کے کہ
اسلام کا حامی ہو۔ کفر کی حمایت کرے۔ اور
بجائے۔ اس کے کہ اللہ تعالےٰ کی رضاء کا
طالب ہو۔ کفار کو راضی رکھنا چاہے۔ اور
بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے نقش قدم پر چلے۔ کافروں کی حمایت
کرے۔ بجائے اس کے کہ اسلام کا بول بالا
کرنا چاہے۔ کفر کی سرفرازی اور اس کے بقا
کی کوشش کرے۔ اور شرک یہ ہے کہ
جو تعلق انسان کو اللہ تعالےٰ ہی سے رکھنا
چاہیئے بعینہ اسی قسم کا تعلق اللہ تعالیٰ کے
سوا کسی اور سے رکھے۔ جس کی کافی تفصیل
گزشتہ پرچہ میں آ چکی ہے۔

## دُوسرا

## مغضوب علیھم کے ساتھ دوستی رکھنا

(اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○)

سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں
نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن
پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ وہ تم میں سے
ہیں۔ اور نہ ان میں سے۔ اور وہ جان
بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے
ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا
ہے۔ بیشک وہ بہت بُرا ہے جو کچھ
وہ کرتے ہیں۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں۔ " یہ لوگ (دوستی رکھنے والے)
منافق ہیں اور وہ (جن سے دوستی رکھتے ہیں) وہ قوم یہود
ہے یعنی منافق نہ پوری طرح مسلمانوں میں
شامل ہیں کیونکہ دل سے کافر ہیں اور نہ
پوری طرح ان (یہود) میں شریک کیونکہ بظاہر زبان
سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے۔ مذبذبین
بین ذالک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء۔

## تیسرا

## ایمان لانے کے بعد کفر کرنا

ایمان لانے کے بعد پھر کفر کرنے سے
بھی انسان کے خلاف غضب الٰہی جوش
میں آ جاتا ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔
(مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ

عَذَابٌ عَظِیْمٌ (سورہ النحل رکوع ۱۴ پارہ ۱۴)

ترجمہ جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہُوا۔ مگر وہ مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہُوا۔ تو ان پر اللہ کا عذاب ہے۔ اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

## اس کی مثال

جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اللہ تعالےٰ پناہ میں رکھے۔ اس قسم کے آدمی ہمارے ملک میں انگریز کی حکومت کے وقت پائے جاتے تھے۔ در اصل دُنیا کی کسی غرض اور کسی طمع کی بناء پر شدھ (یعنی ہندو) یا عیسائی ہو جاتے تھے۔ ممکن ہے۔ کہ پہلے کسی غرض اور طمع کی بناء پر کفار کے مذہب میں داخل ہوتے ہوں مگر بعد میں وہ پکے کافر ہو جاتے تھے۔ ہندو یا عیسائی بڑی ہوشیار قومیں تھیں۔ وہ ان مرتدین سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرایا کرتے تھے۔ مثلاً کبھی وہ ان سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات کے خلاف لیکچر کرایا کرتے تھے۔ پھر حضور انورؐ پر ایسے ہی حملے کرتے تھے۔ جس طرح ایک پکا آریہ بے ایمان کیا کرتا تھا۔ ایسی صورت میں پھر وہ پکے کافر اور اسلام کے دشمن ہو جاتے تھے۔ اللھم لا تجعلنا منہم

## ہاں

اگر کوئی اضطراری حالت میں کلمہ کفر کہدے۔ تو معافی کے قابل ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کفّار کے نرغے میں آجائے۔ وہاں اگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو قتل کر دیا جائے گا۔ ایسے وقت میں جان بچانے کی خاطر کلمۂ کفر مُنہ سے نکالکر اور کافروں کو اپنا کافر ہونا ظاہر کرکے جان بچالے۔ تو وہ شخص کافر نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اس کی مجبوری کے باعث اسے بخش دے گا۔

## چوتھا

## میدان جنگ سے بھاگ کر آنے سے

انسان پر اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ (یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ۔ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰىہُ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۔)

سورہ الانفال رکوع ۲ پارہ ۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں ملو۔ تو ان سے پیٹھیں نہ پھیرو۔ اور جو کوئی اس دن ان سے پیٹھ پھیرے گا۔ مگر یہ کہ لڑائی کا ہنر کرتا ہو۔ یا فوج میں جا ملتا ہو۔ سو وہ اللہ کا غضب لے کر پھرا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

## حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص میدانِ جنگ (سوائے اس استثنائی صورت کے جو اللہ تعالےٰ نے خود بیان فرما دی ہے) سے پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ کا غضب نازل ہوگا۔ اور اس غضب الٰہی کا نتیجہ دوزخ میں ٹھکانا ہوگا۔

## اللہ تعالےٰ نے سچّے مسلمانوں کی جنگ کا نقشہ

سورہ صف رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں پیش کیا ہے۔ (اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ) ترجمہ۔ بیشک اللہ تو ان کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے +

## شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے۔ لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے۔ جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے۔ کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے۔ کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہو جائے۔ کہ کونسا کام اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ تو وہی اختیار کریں۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی دیکھو سنبھل کر کہو۔ لو ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ ان لوگوں سے محبت ہے۔ جو اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں۔ اور میدانِ جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں۔ جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑسکتا۔

اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو۔ بے شک تم میں بہت ایسے ہیں۔ جو اس معیار پر کامل و اکمل اُتر چکے ہیں۔ مگر بعض مواقع ایسے بھی نکلیں گے۔ جہاں بعضوں کے زبانی دعووں کی ان کے عمل نے تکذیب کی ہے۔ آخر جنگِ اُحد میں وہ بنیان مرصوص کہاں قائم رہی۔ اور جس وقت حکم قتال اُترا۔ تو یقیناً بعض نے یہ بھی کہا۔ (ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الیٰ اخرہ (سورہ مائدہ) بہرحال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو۔ بلکہ خدا کی راہ میں قربانی پیش کرو۔ جس سے اعلیٰ کامیابی نصیب ہو۔ موسیٰؑ کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے تعلّی و تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے۔ لیکن عمل کے میدان میں صفر تھا۔ جہاں کوئی موقعہ کام کا آیا۔ فوراً پھسل گئے۔ اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے۔ نتیجہ جو کچھ ہوا اس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔"

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الآیہ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

# اصلاح حال کے درجات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد:- عرض یہ ہے کہ ہم یہاں اصلاح باطن یعنی اصلاح حال کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اصلاح حال کا مطلب یہ ہے کہ طبیعت شریعت پر چلنے کے لئے بتکلف نہیں بلکہ برغبت تیار ہو جائے۔ جب تک اصلاح حال نہ ہو تو طبیعت بتکلف شریعت کے تابع ہوکر چلتی ہے۔ اصلاح حال ہو جانے کے بعد برغبت چلتی ہے۔ جسمانی صحت بحال ہو تو انسان شوق اور رغبت سے کھانے پینے کی چیزیں استعمال کرتا ہے اگر بیمار ہو جائے تو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس کی حفظ و بقا کے لئے پیدا کی ہیں ان سے متنفر ہو جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ مریض کے سامنے لذیذ سے لذیذ غذا بھی لاکر رکھی جائے تو وہ کہتا ہے اٹھائے جاؤ میرا اس کی بو سے جی متلاتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت صحت روحانی کی ہے۔ اگر صحت روحانی ٹھیک ہو تو انسان برغبت یاد الٰہی کرتا ہے۔ جس طرح صحت جسمانی درست ہو تو غذا کھانے سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ روح کی غذا ذکر الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

(ترجمہ- خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں-)

اگر صحت روحانی بحال ہو تو ذکر الٰہی سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اگر صحت روحانی بگڑ جائے تو طبیعت ذکر الٰہی سے بیزار ہوتی ہے۔ بچوں کو ماں باپ بتکلف نماز پڑھواتے ہیں۔ بڑے ہوکر اس ڈر سے پڑھتے ہیں کہ اگر نماز نہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔ تربیت کے بعد نماز کی طرف رغبت ہو جاتی ہے پھر شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور طبیعت خود رہنما بن کر نیکی کرنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ مثلاً کسی کے ہاں مشتبہ یا حرام چیز کھا کر آئے۔ طبیعت میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ اور پہلے نماز میں جو سرور آتا تھا وہ ختم ہوگیا۔ آئندہ اس شخص کے ہاں کھانا کھانے سے بچے گا۔ یا کسی حرام خور دکاندار سے کوئی چیز لے کر کھائی۔ نماز میں سرور نہ آیا۔ آئندہ اس کے ہاں کوئی چیز کھانے سے بچے گا۔ ہم خود بھی گنہگار ہیں۔ لیکن بعض انسان ایسے گنہگار ہوتے ہیں کہ ان کی صحبت میں جانے سے لذت روحانی سلب ہو جاتی ہے۔ بعض مجالس ایسی ہوتی ہیں جہاں جانے سے لذت روحانی خود بخود سلب ہو جاتی ہے۔ بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی صحبت میں جانے سے عبادت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مجالس میں جانے سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

اصلاح باطن ہو جائے تو انسان احکام الٰہی کی تعمیل برغبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اس درجہ پر لائے تو عبادت طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس وقت دل خود بخود احکام الٰہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اکثر مسلمان بتکلف دیندار ہوتے ہیں وہ ڈر سے شریعت کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔ ڈر سے احکام الٰہی کی تعمیل کرنا اور چیز ہے اور محبت سے کرنا اور چیز ہے۔ بچے پہلے استاد کے ڈر سے پڑھتا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ شوق سے پڑھنے لگتا ہے۔ اس وقت اس کے سامنے مستقبل کا نقشہ ہوتا ہے کہ بی۔ اے ہوگیا تو نوکر ہو جاؤنگا۔ عزت ہوگی۔ اسی طرح ادھر بھی ہوتا ہے پہلے نیکی ڈر سے کرتا ہے۔ ادھر بھی ایک درجہ ایسا آتا ہے۔ جہاں پہنچ کر انسان شوق سے نیکی کرتا ہے۔ مشتبہ یا حرام مال کھانے کے بعد ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اندر شیطان گھس گیا۔ پھر بظاہر نمازی نماز میں مصروف نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اندر خیالات و وساوس جو شیطان کی طرف سے آتے ہیں ان کا ہجوم ہوتا ہے۔ اور انسان انہی خیالات و وساوس میں منہمک ہوتے ہوئے نماز ختم کر دیتا ہے۔ انہی نماز کے متعلق کسی نے کہا ہے ؎

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

## اس مصیبت سے بچنے

کی تدبیر فقط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک نام کی برکت سے یہ صلاحیت پیدا کر دے۔ کہ انسان حلال و حرام اشیاء میں بنور باطن تمیز کر سکے۔ جب طالب مولا شیخ کامل کی صحبت میں بفضل الٰہی اس درجہ پر پہنچ جائے تو پھر ہر خورد و نوش کی چیز کو حلال و حرام کی تمیز کر کے استعمال کرتا ہے۔ اس کے بعد جب حرام سے اپنے آپ کو بچائے گا اور فقط حلال چیزوں کو استعمال کرنے پائے گا تو ہر عبادت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت میں سرور اور فرحت حاصل ہوگی۔ (ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم٥) سورہ الحدید رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ- یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اصل مقصود رضائے مولا ہے۔ عبادات اور ذکر الٰہی اس مقصود کے حصول کے ذرائع ہیں۔ انسان تربیت یافتہ نہ ہو تو حلال و حرام کی تمیز نہیں ہوتی۔ مثلاً کھانے میں چار پانچ چیزیں تھیں۔ کھانا کھایا اور طبیعت مکدر ہوگئی۔ اگر تربیت یافتہ نہیں تو پتہ نہیں چلتا کہ ان سب چیزوں میں کونسی چیز حرام کی تھی۔ تربیت کے بعد پتہ چلتا ہے کہ پلاؤ حرام کا تھا یا آلو گوشت حرام کا تھا۔ یا حلوہ حرام کا تھا یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان سب مرکب غذاؤں میں کونسی چیز حرام ہے۔ پلاؤ میں چاول۔ گوشت یا گھی حرام کا تھا۔ اس معنی میں ایک لاکھ میں ایک بھی بینا نہیں۔ اسی لئے تو میں کہا کرتا ہوں کہ اندھے سارے بینا کوئی کوئی۔ اللہ تعالیٰ بھی باطن کے اندھوں کو اندھا کہتے ہیں۔ (فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور٥) سورہ الحج رکوع ۵ پارہ ۱۷

ترجمہ- پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہو جاتے ہیں۔ اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے یہ بینائی حاصل ہوتی ہے۔

بشرطیکہ اللہ کا نام سکھلانے والا کوئی مل جائے۔ اسی لئے مَیں کہا کرتا ہوں۔ کہ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک سے وُہ موتی ملتے ہیں جو دُنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک موتی ہے حلال و حرام کی تمیز۔ اگر حلال و حرام کی تمیز حاصل نہ ہوئی تو ساری عمر حلال کے ساتھ حرام بھی کھاتا رہے گا۔ اور جب حرام کھائے گا تو کوئی عبادت قبول نہیں ہونے پائے گی۔ جن کو یہ تمیز حاصل ہے وہ اس ڈر سے حرام کھانے سے بچیںگے۔ کہ اندر کا نور نہ بجھ جائے۔

اللہ والوں کی صحبت ممتدہ نصیب ہو تو نشیب و فراز کا پتہ چلتا ہے۔ گاہے گاہے اللہ والوں کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کو اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا صحبت ممتدہ والوں کو ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس درجہ پر پہنچائے۔ کہ احکام شریعت کی تعمیل ہماری طبیعت ثانیہ بن جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اس درجہ پر پہنچ کر انسان احکامِ شریعت کی پابندی بتکلف نہیں، بلکہ بشوق کرتا ہے۔ بعض اللہ والوں کا یہ ارشاد کتابوں میں آتا ہے کہ ہمیں جنّت کی طمع نہیں اور دوزخ کا ڈر نہیں۔ اے اللہ ہمیں تو فقط تیری رضا مطلوب ہے۔ اگر تو راضی رہتے ہُوئے دوزخ میں ڈال دیگا تو ہم وہاں بھی خوش ہونگے۔ اللہ تعالےٰ جس سے راضی ہو اس کو دوزخ میں ڈالے گا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان کا اپنا ارشاد ہے۔ (مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ○)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کریگا۔ اگر تم شکر گزار ہو۔ اور ایمان لے آؤ۔ اللہ قدردان جاننے والا ہے + اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو باطن کی بینائی عطا فرمائے۔ اور اندھاپن سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اللہ ہُو کے پاک نام سے بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر انسان احکامِ الٰہی کی تعمیل محبّت سے کرتا ہے۔ اور عبادت میں سرور حاصل ہوتا ہے۔ اس درجہ پر پہنچ کر انسان صحیح معنوں میں انسان بنتا ہے۔ اس قسم کے انسانوں کو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ[1]

---

[1] (سورہ البینہ پ ۳۰) ترجمہ۔ اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہُوئے۔

# کرنے اور نہ کرنے کے کام

(از جناب عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی)

(اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○)

پارہ ۱۴ ع ۱۹

ترجمہ۔ بیشک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنے کا اور قریبی رشتہ داروں کو دینے کا۔ اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے، تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے پہلے قرآنِ پاک کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمایا تھا۔ مذکورہ آیت اس دعوےٰ کا ثبوت ہے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر و شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کر دیا ہے، گویا کوئی عقیدہ، خُلق، نیّتِ عمل، معاملہ اچھا یا بُرا ایسا نہیں جو امرًا و نہیًا اس کے تحت میں داخل نہ ہو سکتا ہو۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ ہوتی تو تنہا یہی آیت تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ' کا ثبوت دینے کے لئے کافی تھی۔ شاید اسی لئے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خطبۂ جمعہ کے آخر میں اس کو درج کر کے اُمّت کے لئے اُسوۂ حسنہ قائم کر دیا۔ اس آیت کی جامعیت سمجھانے کے لئے تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ تاہم تھوڑا سا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے۔ کہ آیت میں تین چیزوں کا امر فرمایا ہے (۱) عدل (۲) احسان (۳) ایتائے ذی القربیٰ عدل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات اور جذبات اعتدال و انصاف کے ترازو میں تُلے ہوں، افراط و تفریط سے کوئی پلہ جُھکنے یا اُٹھنے نہ پائے۔ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کرے تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چُھوٹے اُس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ جو بات اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

'احسان' کے معنی یہ ہیں کہ اِنسان بذاتِ خود نیکی اور بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے۔ مقام عدل و انصاف سے ذرا اور بُلند ہو کر فضل و عفو اور تلطّف و ترحم کی خو اختیار کرے فرض ادا کرنے کے بعد تطّوع و تبرّع کی کی طرف قدم بڑھائے۔ انصاف کے ساتھ مروّت کو جمع کرے۔ اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی کرے گا خُدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ اُدھر سے بھلائی کا جواب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا۔

(اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

ترجمہ۔ احسان یہ ہے کہ تُو اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ تُو اُس کو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو یہ خیال کر کہ خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

(هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ)

سورۃ الرحمٰن پ ۲۷ ع ۳

کیا احسان کا بدلہ احسان نہیں ہے؟ نیک بندگی کا بدلہ نیک ثواب کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

یہ دونوں خصلتیں یعنی عدل و احسان یا بالفاظ دیگر انصاف و مروّت تو اپنے نفس اور ہر ایک خویش و بیگانہ اور دوست و دشمن سے متعلق تھیں۔ لیکن ترسیوں کا

کا نقشہ ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس درجہ پر پہنچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

اس درجہ پر پہنچ کر انسان بطیب خاطر احکامِ شریعت کی تعمیل کرنے لگتا ہے۔ نہ مدارسِ عربیہ اور نہ اسکولوں اور کالجوں میں یہ درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اسکولوں اور کالجوں کو تو جانے دیجئے۔ وہاں تو اللہ تعالےٰ کا نام سکھلایا ہی نہیں جاتا۔ مدارس عربیہ سے دستارِ فضیلت بندھوانے کے بعد سو فیصدی علمائے کرام کو بھی یہ درجہ نصیب نہیں ہوتا۔ جب تک اللہ والوں کی صحبت نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس درجہ پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

حق اجنبیوں سے کچھ زائد ہے۔ جو تعلقات قرابت قدرت نے باہم رکھ دیئے ہیں۔ اُنہیں نظر انداز نہ کیا جائے۔ بلکہ اقارب کی ہمدردی اور اُن کے ساتھ مروّت و احسان اجنبیوں سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہیئے۔ صلۂ رحم ایک مستقل نیکی ہے جو اقارب و ذوی الارحام کے لئے درجہ بدرجہ استعمال ہونی چاہیئے۔ گویا احسان کے بعد ذوی القربیٰ کا خاص طور پر ذکر کرکے متنبہ فرما دیا کہ عدل و انصاف تو سب کے لئے یکساں ہے۔ لیکن مروّت و احسان کے وقت بعض مواقع بعض سے زیادہ رعایت و اہتمام کے قابل ہیں۔ فرق مراتب کو فراموش کرنا ایک طرح قدرت کے قائم کئے ہوئے قوانین کو بھلا دینا ہے۔ اب ان تینوں لفظوں کی ہمہ گیری کو پیش نظر رکھتے ہوئے سمجھدار آدمی فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کونسی فطری خوبی، بھلائی اور نیکی دُنیا میں ایسی رہ گئی ہے جو ان تین فطری اصولوں کے احاطہ سے باہر ہو۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃ۔

منع بھی تین چیزوں سے کیا (۱) فحشا (۲) مُنکر (۳) بغی۔

کیونکہ انسان میں تین قوتیں ہیں۔ جن کے بے موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور بُرائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ (۱) قوت بہیمیہ شہوانیہ۔ (۲) قوتِ وہمیہ شیطانیہ (۳) قوتِ غضبیہ سبعیہ۔ غالباً فحشا سے وہ بے حیائی کی باتیں مراد ہیں جن کا منشاء شہوت و بہیمیت کی افراط ہو۔

مُنکر معروف کی ضد ہے۔ یعنی نامعقول کام، جن پر فطرت سلیمہ اور عقل صحیح انکار کرے۔ گویا قوتِ وہمیہ شیطانیہ کے غلبہ سے قوتِ عقلیہ ملکیہ دب جائے۔ تیسری چیز "بغی" ہے یعنی سرکشی کرکے حد سے نکل جانا۔ ظلم و تعدی پر کمربستہ ہوکر درندوں کی طرح کھانے پھاڑنے کو دوڑنا اور دوسروں کی جان و مال یا آبرو وغیرہ لینے کے واسطے ناحق دست درازی کرنا۔ اس قسم کی تمام حرکات قوتِ سبعیہ غضبیہ کے بیجا استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔

الحاصل مذکورہ آیت میں تنبیہ فرما دی کہ انسان جب تک ان تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور قوتِ عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے مُہذب اور پاک نہیں ہو سکتا۔

اکثم بن صفی نے اس آیتِ کریمہ کو سُن کر اپنی قوم سے کہا۔ "میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔ اور کمینہ اخلاق و اعمال سے روکتے ہیں۔ تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔

حضرت عثمان رضؓ بن مظعون فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سُن کر میرے دل میں ایمان راسخ ہُوا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت جا گزیں ہوئی۔ (حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق و تدبیر منزل و سیاستِ کے سب مسائل آ گئے۔ جن کی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے۔ انسان کے یا تو وہ معاملات ہیں جو خدا تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ عقائدِ صحیحہ و اعمال صالحہ یا وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کے متعلق ہیں۔ بیع شراء، سیاست مُلک، والدین و اولاد و اقارب کے ساتھ برتاؤ، ان دونوں قسموں کے پھر صدہا اقسام ہیں۔ پس ان سب کو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے۔ یہ عبادات، معاملات سب میں ہے۔ یہ حکم سب پر فرض ہے۔ اس کے بعد ایک عمدگی کا مرتبہ ہے جس کو احسان کہتے ہیں۔ عبادات میں احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے یوں کی ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کر کہ میں اُس کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہ ہو تو یوں خیال کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور معاملات میں احسان اپنے حقوق اور انتقام سے در گزر کرنا، غیر کو اس کے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تُو اس کو دُعا دے، جو تجھ سے توڑے تُو اُس سے رشتۂ محبت جوڑ چونکہ اس احسان میں زیادہ تر منظور نظر اہلِ قرابت ہیں اُن سے سلوک کرنے کی بھی تیسری مرتبہ میں تصریح فرمائی۔

اسی طرح ان تینوں باتوں کے مقابلہ میں تین چیزوں سے منع کیا۔ اوّل فحش سے خواہ وہ زبان سے ہو گالی دینا، بے شرمی کی باتیں کرنا یا افعال سے جیسے زنا وغیرہ، یہ قوتِ شہوانیہ کا اثر ہے۔ دوّم مُنکر سے یعنی ناپسند باتوں سے جو قوتِ غضبیہ کا اثر ہے۔ سوم بغی یعنی سرکشی سے، جو قوت وہمیہ کا اثر ہے۔ اور یہی تین قوتیں انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہیں۔

یہ ایسی جامع آیت ہے کہ کوئی بات اس میں رہ نہیں گئی۔ عثمان بن مظعون رضؓ وغیرہ بہت سے لوگ اس آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے (حقانی)

## انصاف کرنے کا حکم

بیشک اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب تم فیصلہ کرنے لگو، لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ پ۵ ع ۵

یہود میں عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے اور فصل خصومات میں رشوت وغیرہ کی وجہ سے کسی کی خاطر رُو رعایت کرکے خلافِ حق حکم دیتے۔ اللہ تعالےٰ تم کو ادائے امانت اور عدل کے موافق حکم دینے کا حکم فرماتا ہے۔ جو تمہارے لئے سراسر مفید ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تمہاری کھلی اور چھپی، موجودہ اور آئندہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔

## صلح کی تلقین

اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پُوری کوشش کرو۔ کہ اختلاف رفع ہو جائے۔ اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہوکر نہ بیٹھ رہو بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے لڑائی کریں۔ یہاں تک کہ وہ فریق مجبور ہوکر اپنی زیادتیوں سے باز آئے۔ اور خُدا کے حکم کی طرف رجوع ہوکر صلح کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دے۔ اُس وقت چاہیئے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مساوات و انصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں۔ کسی ایک کی طرفداری میں جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ جھکیں۔

(باقی پھر)

# چہل حدیث

(مرتبہ حضرت مولانا محمد ضیاء الحق صاحب مدظلہم صدر مدرس جامعہ اشرفیہ متصل مسجد نیلا گنبد لاہور)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۱۱) اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّأْ بَیْنَھُمَا وَضُوْءً (مسلم) ترجمہ جب کوئی اپنی زوجہ سے صحبت کرکے دوبارہ کرنا چاہے تو درمیان میں وضو کرلے + ایک دفعہ صحبت کرنے کے بعد اگر اسی شب میں دوسری بار ارادہ ہو تو پہلے استنجا اور وضو کرلے - پھر دوسری دفعہ صحبت کرے اس طرح دل کو فرحت اور قوت اور بدن کو پاکی حاصل ہو جائے گی - اور ارشاد نبوی پر عمل کرنے کی وجہ سے ثواب بے حساب پائے گا - اور اگر درمیان میں غسل بھی کرلے تو بہت بہتر اور پاکیزگی کا باعث ہو - جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ غسل کرلے یا وضو اور استنجاء کرکے سوئے۔

(۱۲) اذا جاء احدکم الجمعۃ فلیغتسل (بخاری مسلم) ترجمہ - جمعہ کے لئے غسل کرنا چاہئے + جمعہ کے لئے غسل کرنا نہایت مؤکدہ سُنّت ہے - حدیثوں میں اس کی بہت تاکید آئی ہے - بہتر یہ ہے کہ جمعہ کے لئے ایسے وقت غسل کرے کہ اسی غسل و وضو سے جمعہ کی نماز ادا کرے -

لیکن اگر نماز جمعہ سے بہت پہلے غسل کرلے یا شب کو غسل کی ضرورت ہوئی اور صبح کو فجر کی نماز سے پہلے غسل کرلیا تب بھی جمعہ کے غسل کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ جمعہ کے روز عورتوں کو بھی غسل کرنا ثواب ہے۔

جمعہ کے دن جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت نہایت مکروہ بلکہ حرام ہے جمعہ کے دن صدقہ دینے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

(۱۳) الاثنان فما فوقھما جماعۃ (ابن ماجہ) ترجمہ - دو اور دو سے زیادہ جماعت ہیں یعنی اگر ایک امام اور ایک مقتدی ہو تب بھی جماعت ہو جاتی ہے - اور زیادہ میں بھی مسائل (۱) اگر ایک ہی مقتدی ہو تو اس کو دائیں طرف کھڑا کر لینا چاہئے (۲) اگر مقتدی صرف ایک لڑکا ہو تب بھی جماعت ہو جاتی ہے - (۳) اگر ایک شخص تنہا مغرب یا عشاء یا فجر کی نماز پڑھ رہا تھا - ایک شخص آکر مقتدی بن گیا تو امام کو چاہئے کہ قرأت پکار کر پڑھے - ورنہ سجدہ سہو واجب ہوگا -

(۱۴) تَوَسَّطُوْا الْاِمَامَ وَسَدُّوْا الْخَلَلَ (ابو داؤد) ترجمہ - امام کو بیچ میں رکھو - اور شگافوں کو بند کرو - نمازیوں کو دائیں بائیں اس طرح برابر کھڑا ہونا چاہئے کہ امام درمیان میں ہو - اور دونوں طرف مقتدی برابر ہوں - یہ نہ چاہئے کہ ایک طرف جماعت بڑھتی چلی جائے - اور دوسری طرف دو چار نمازی ہوں - اور جماعت کو باہم خوب مل کر کھڑا ہونا چاہئے - درمیان میں کشادگی رکھنے سے نماز میں نقصان آتا ہے - مسئلہ امام کی دائیں طرف کھڑے ہونے کا زیادہ ثواب ہے - لیکن اگر بائیں طرف آدمی کم ہوں تو اسی طرف جماعت کو پورا کرنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے - امام کو چاہئے کہ رکوع سجدے اچھی طرح کرے - قرأت صاف اور مختصر پڑھے - رکوع سجدے اور قرأت اتنی دراز ہرگز نہ کرے - کہ مقتدی گھبرا جائیں - نماز اطمینان سے پڑھائے - مگر خفیف اور مختصر -

(۱۵) اذا سجدت فضع کفیک (مسلم) ترجمہ - سجدے میں ہتھیلیاں زمین پر رکھ دو - اور کہنیاں اُٹھائے رکھو - سجدے میں کہنی اور بازو زمین پر بچھانا نہ چاہئے - ادب اور عاجزی کی صورت یہ ہے - کہ پیشانی اور ہتھیلیوں کو اچھی طرح زمین پر رکھ دے - اور پیٹ اور بازوؤں کو خوب کشادہ کرکے زمین سے اُوپر رکھے - کہنیوں کو زمین پر بچھا دینے میں ایک قسم کی سُستی اور کاہلی پائی جائے گی - حالانکہ نماز کو نہایت مستعدی سے ادا کرنا چاہئے - لیکن عورتوں کو ہاتھ اور بازو سب زمین پر بچھا کر پیٹ کو ہاتھوں سے ملا رکھنا چاہئے - ان کے لئے یہی مناسب ہے - مسائل - اگر کسی وقت دیر تک سجدہ کرنے میں یا ضعف کی وجہ سے ضرورت ہو تو کہنیوں کو گھٹنوں پر رکھ لینا چاہئے - زمین پر نہ رکھے - اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو ہاتھوں کو اتنا کشادہ نہ کرے کہ دوسروں کو تکلیف اور تنگی ہو - سجدے میں ہاتھوں کی اُنگلیوں کو خوب ملا لینا چاہئے رکوع میں ہاتھ کی اُنگلیوں کو خوب کھول کر زانوؤں کو مضبوط پکڑنا چاہئے - سجدے میں ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کو قبلہ رُخ رکھنا چاہئے - یہ حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر ہے -

(۱۶) الّذی یفوتہ العصر فکانما وتر اھلہ ومالہ (بخاری مسلم) ترجمہ - جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی گویا اس کا مال اور اولاد برباد ہو گئے - حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مثال دے کر فرماتے ہیں - کہ عصر کی نماز قضا ہونے سے آخرت کا اتنا بڑا نقصان ہوتا ہے - جیسے دُنیا میں کسی کا مال اور اولاد جاتا رہے - پس جس طرح انسان اپنے مال اور اولاد کی دل و جان سے حفاظت کرتا ہے - اسی طرح عصر کی نماز کی حفاظت کرنی چاہئے اور جیسے اولاد اور مال ضائع ہو جانے پر غم و رنج کرتا ہے -

. . . . . . . . . .

ایسے ہی عصر کی نماز قضا ہو جانے پر غم کرنا چاہئے - اگرچہ تمام نمازوں کی نہایت سخت تاکید قرآن و حدیث میں فرمائی گئی ہے - لیکن عصر کی نماز کی تاکید قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں اور بھی زیادہ خاص طور سے فرمائی گئی ہے - لہٰذا مسلمان کو لازم ہے کہ خاص طور سے اس کا خیال رکھے اور قضا نہ ہونے دے (مسئلہ) - عصر کی نماز کو اتنی دیر کرکے پڑھنا کہ دُھوپ زرد پڑ جائے مکروہ ہے - اگر کبھی عصر کی نماز کو اتنی دیر ہو جائے کہ آفتاب بالکل غروب ہونے لگے - تو اس وقت بھی ادا کرلینی چاہئے نماز ہو جائے گی - اگرچہ پڑھتے پڑھتے آفتاب ڈُوب جائے -

(۱۷) ما اسفل من الکعبین من الازار فی النّار (بخاری) ترجمہ - ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانے والا دوزخ میں جائے گا - پاجامہ اور تہبند ٹخنے سے اُوپر رہنا چاہئے - اگر ٹخنے سے نیچے لٹکا دے گا تو بموجب ارشاد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوزخ میں جانے کا باعث ہوگا - یہ ایک ایسا ڈرانے والا حکم ہے - کہ اس کو سُننے کے بعد مسلمان کو جُرأت نہیں ہونا چاہئے - کہ ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکا دے - (مسئلہ) کرتہ کوٹ عبا جبہ وغیرہ بھی ٹخنے سے نیچا ناجائز ہے - عورتوں کو اس قدر نیچا پاجامہ پہننا چاہئے کہ ٹخنہ بلکہ پاؤں بھی ڈھک جائے -

تو مضائقہ نہیں - عورتوں کو آستین اتنی لمبی رکھنی چاہیئے کہ ہاتھ کے انگوٹھے تک آجائے۔ عمامہ کا شملہ ایک ہاتھ سے زیادہ نہ چھوڑنا چاہیئے۔

(۱۸) اَشَدُّ النَّاسِ عذاباً عندَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْن (بخاری مسلم) ترجمہ۔ تصویر بنانے والوں کو قیامت میں نہایت سخت عذاب ہوگا[لہ]۔ تصویر بنانے میں ایک قسم کی مشابہت خدائے برحق کے ساتھ لازم آتی ہے - لہٰذا تصویر بنانے والوں کو قیامت میں بہت سخت عذاب ہوگا۔ جو تصویریں وہ بناتے تھے ان کے سامنے لاکر کہا جائے گا کہ اِن میں جان بھی ڈال دو - جب وہ جان نہ ڈال سکیں گے تو خدا تعالےٰ ان میں جان ڈالکر اس شخص کے عذاب دینے کے لئے انہیں کو مقرر کر دے گا - اگر ہمسری کا خیال دل میں لاکر یا جائز و حلال جان کر تصویر بنائے - تو کافر ہو جائے - افسوس ہے کہ بعض غریب مسلمان تصویر بناکر یا اور حرام کام کرکے روزی کماتے ہیں محنت بھی کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں - جو چیزیں جاندار نہیں ان کی تصویر بنانا جائز ہے - مثلاً درخت پہاڑ مکان ریل جہاز وغیرہ -

(۱۹) لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بیتاً فِیْہِ کَلْبٌ اَوْتَصَاوِیْرُ (بخاری مسلم) ترجمہ - جس گھر میں کتّا یا تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں جاتے جو رحمت اور برکت لے کر اُترتے ہیں کیونکہ اس قسم کی چیزوں سے فرشتوں کو بہت نفرت ہے - لیکن وہ فرشتے جو ہمارے اعمال لکھتے ہیں یا جان نکالنے آتے ہیں وہ حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے ایسی جگہ بھی جاتے ہیں - اسی طرح جس مکان میں غسل کی حاجت والا شخص ہو اور سستی کرکے پڑا رہے نماز کا وقت ٹلادے وہاں بھی رحمت کے فرشتے نہیں جاتے - اس زمانہ میں ہمارے بعض شوقین مسلمان بھائیوں کو اور نئی روشنی کے پابند رئیسوں کو عجیب مرض لگا ہے کہ کتّا اور تصویر اُن کے سامان آرائش و فرحت میں داخل ہو گیا ہے - محض شوقیہ بلاکسی فائدے کے کتے پالتے ہیں - اور گناہ میں مبتلا ہیں -

**جامعہ رشیدیہ منٹگمری کا سالانہ اجلاس**

تاریخ ۶، ۷، ۸ مارچ ۱۹۵۹ء کو تجویز ہوا ہے - نوٹ فرمالیں -

لہ سب روایتوں کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے - ۱۲

. . . . . . . . . شکاری کتّا پالنا یا مکان یا کھیتی کی حفاظت کے لئے پالنا جائز ہے - بچّوں کو کھیلنے کے لئے تصویر خرید کر دینا جائز نہیں - کپڑے کی گڑیا جن سے لڑکیاں کھیلتی ہیں جائز ہیں - بشرطیکہ ان میں آنکھ ناک نہ بنائی گئی ہو - روپیہ پیسہ اگر جیب یا کمر میں رہے تو کچھ خلل نماز میں نہیں آتا -

(۲۰) لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ (بخاری مسلم) ترجمہ - سخن چین (چغل خور) جنّت میں نہ جائے گا + ایک جگہ کی باتیں جاکر دوسری جگہ لگانا اور دوسرے شخص سے جاکر کہنا۔ کہ فلاں تم کو ایسا ایسا کہتا تھا - اس کو نمیمہ کہتے ہیں - ایسا شخص دنیا میں بھی ذلیل رہتا ہے اور آخرت کی ذلّت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اس کی نسبت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جنّت میں نہ جائے گا - امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نمیمہ صرف یہی نہیں کہ کسی سے بیان کرے کہ تجھ کو فلاں شخص ایسا کہتا تھا بلکہ نمیمہ یہ ہے کہ کسی کی وہ بات ظاہر کی جائے جسے ظاہر ہونے کو وہ بُرا سمجھتا ہے - اگر اشارہ کنایہ سے بھی کسی کی بُرائی ظاہر کر دے گا تو نمامی اور چغلخوری کا گناہ ہوگا - پس اگر کوئی تمہارے پاس چغلخوری کے لئے آئے تو یہ کام کرو اس کی بات کا یقین مت کرو - اس کو منع کرو نصیحت کرو اس کو اس لئے بُرا سمجھو۔ کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے جس کی طرف سے اس نے کچھ بُرائی[لہ] نہ لاؤ - جو کچھ بُرائی اُس نے بیان کی تھی اس کا پتہ لگانے کے لئے اور جستجو کرتے نہ پھرو۔ جو کچھ اس نے کہا تھا اس کو دوسروں سے بیان نہ کرو - اگر بادشاہ اور حاکم سے انتظام کرانے کے لئے کسی کی بُرائی بیان کرے تو جائز و مستحب ہے - باپ سے بیٹے کی بُرائی بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ باپ اس کو منع کرسکتا ہو - اگر کسی شخص کو بلا قصور تکلیف دینے یا قتل کرنے کا کسی جگہ مشورہ سُن پائے تو واجب ہے کہ اُس کو خبر کر دے -

(۲۱) لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (بخاری مسلم) ترجمہ - رشتہ کو قطع کرنے والا جنّت میں نہ جائے گا + جو شخص اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے قطع تعلق کرے - اور مروت اور احسان حسب طاقت نہ کرے اس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حکم سُناتے ہیں کہ جنّت میں نہ جائے گا - اس زمانہ کے لوگ غیروں سے تو دوستی اور مدارات رکھتے ہیں - مگر اپنے بھائی اپنے عزیز رشتہ داروں سے اکثر بے پروا ہو جاتے ہیں - اور ذرا سے دُنیاوی جھگڑے یا شادی کی رسم و رسوم اور زمین و باغ کے مقدمہ کی وجہ سے بالکل علاقہ توڑ دیتے ہیں - کھانا پینا لینا دینا جُدا رہا بولنا بھی چھوڑ دیتے ہیں - ایسی باتوں کا بہت جلد باہم شریعت کے موافق فیصلہ کرلینا چاہیئے - اور اپنے عزیزوں کی مدد اور سلوک میں جہاں تک طاقت ہو کوتاہی نہ کرنی چاہیئے[۲] (**مسئلہ**) اگر ایک روپیہ صدقہ کسی فقیر کو دو گے تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی - اور اگر وہی روپیہ اپنے محتاج بھائی بہن یا چچا تایا کو دو گے تو بیس نیکیاں لکھی جائیں گی - اب تم خود سوچ لو، نفع کس میں ہے[۳] اگر کسی رشتہ دار سے خلاف شرع کام کرنے مثلاً نماز نہ پڑھنے بدکاری کرنے کی وجہ سے علاقہ اور ملنا چھوڑ دیا جائے تو جائز ہے - جب وہ توبہ کرے تو پھر مل جانا چاہیئے -

(۲۲) اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری مسلم) ترجمہ - دُنیا میں ظلم کرنا آخرت کے اندھیرے کا سبب ہے - قیامت میں جب جنّت اور دوزخ کے درمیان پُل بنایا جائے گا اس وقت مومنوں کے آگے آگے نور دوڑتا چلا جائے گا - جس کی وجہ سے وہ حفاظت سے گزر جائیں گے - لیکن ظلم کرنے والوں کے لئے بالکل اندھیرا اور تاریکی ہوگی - وہ ٹھوکریں کھائیں گے اور خوار ہوں گے - بہت سے لوگ کٹ کر دوزخ میں جا پڑیں گے - پس مسلمانوں کو ظلم سے بہت بچنا چاہیئے - برابر والے پر تو ظلم کرنے کی بہت کم طاقت ہوتی ہے - لیکن اپنے سے ضعیف پر ظلم کرتے ہیں - ظلم کی ہزاروں صورتیں ہیں - چند ذکر کی جاتی ہیں - چار آنے کی چیز زبردستی تین آنے میں لینا ظلم ہے - کسی سے بلا استحقاق زبردستی خدمت لینا ظلم ہے - شاگرد کو اچھی طرح سبق نہ سمجھانا ظلم ہے - اُستاد سے فضول سوال کرنا ظلم ہے - باوجود طاقت کے قرض ادا نہ کرنا یا مزدور کی مزدوری نہ دینا ظلم ہے وغیرہ وغیرہ (باقی آئندہ)

---

**نوٹ:** خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں - "مینجر"

# ابدی پیغام

(از جناب عبدالغفور صاحب ریاض فورٹ سنڈیمن)

رشد و ہدایت کے چراغ نے چراغ سحری کی مانند دم توڑ دیا تھا۔ کفر و شرک کے تند و تیز شعلے پھر کچھ اس تیزی سے بھڑک اُٹھے کہ ایک عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ معصیت و عصیان کی مسموم آندھیوں نے جس طرف کو رُخ پلٹا اخلاق و عمل کے سرسبز نخل کو راکھ کر ڈالا۔ عصمت و عفت کی پاکدامن دوشیزہ جہالت و بے حیائی کی بھینٹ چڑھ چکی تھی۔ انسان جسے مخلوق میں اشرف قرار دیا گیا آج بہائم سے بھی بدتر خصائل کا حامل تھا۔ جس کے حق میں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ، کہا گیا۔ اس قدر قعرِ مذلت میں گر جانے کے باوجود فخر محسوس کر رہا تھا۔ گویا حق نیابت کو پوری طرح سے ادا کر رہا ہے۔ اپنے معبود حقیقی کو بھول کر پتھر کی بے جان مورتوں اور ملکوتِ ارضی و سماوی کی پرستش میں لگ گیا۔ اس طرح یہ برخود غلط انسان اپنے زعم میں "خدا کا قرب" حاصل کرتا رہا۔ آتش پرستی نے وہ زور پکڑا کہ آتشکدۂ ایران سے زمین کا سینہ جھلسنے لگا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے روزِ ازل اس سے اپنے رب ہونے کی شہادت ان الفاظ میں لے لی تھی۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی، شَہِدْنَا ط مگر...

وہ مقام جسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے مشیت ایزدی اور وحدہٗ لاشریک لہٗ کی وحدانیت کے مرکز کی خاطر شب و روز کی سخت محنت سے تعمیر کیا تین سو ساٹھ بتوں کا مسکن بن کر رہ گیا۔

حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم کو یکسر فراموش کر دیا گیا۔ علمائے وقت نے اپنے مفاد اور اور عوام و خواص کو ہمنوا بنانے کے لئے مذہب میں تحریف شروع کر دی۔ انجیل کے حقائق تاویلات کی زد میں اس بُری طرح سے آئے کہ افسانوی صورت اختیار کر گئے۔

یہ بھیانک سماں دیکھ کر ارض و سما کے دل دہل گئے۔ ملائکہ مبہوت کہ کہیں عادؔ ثمود کے انجام کا اعادہ تو نہیں ہونے والا۔ مگر قدرت کسی مصلحت کے تحت یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔ اللہ تعالےٰ کو اپنی مخلوق بہت عزیز ہے۔ وہ انسانوں کو اس طرح ضلالت اور گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکتا نہیں چھوڑ سکتا۔ اُسے یہ بات کیونکر گوارا تھی کہ اُن برگزیدہ ہستیوں کی قربانیاں رائیگاں چلی جائیں۔ جنہوں نے وحدانیت کو فروغ دینے کے لئے سینکڑوں برس مصائبؔ تکالیف برداشت کیں۔ رضائے الٰہی کے کے لئے اپنے نورِ نظر کے خون سے ہاتھ رنگنے اور اشاعتِ حق کے لئے دار تک پہنچنے سے قطعاً کوئی اعراض نہ کیا۔ بلکہ خندہ پیشانی سے سب کچھ برداشت کر کے اپنا مشن کامیاب بنانے کے لئے کوشاں رہے۔ کب تک حرمِ پاک میں لا الٰہ الا اللہ کی پُرجوش اور لرزہ خیز صداؤں کی بجائے لات و منات کا سکوت رہتا۔ مظلوموں کی داد رسی کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا گیا۔ خدائے تعالےٰ کو انسانیت پر رحم آیا۔ آخر وہ دن آ پہنچا جس کی آمد پر خداوند قدوس نے آقائے نامدار رسالت مآب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانِ حق کی خاطر مبعوث فرمایا۔

اس بابرکت بچے کی ولادت بنی نوع انسان کے لئے سکون و طمانیت کا پیغام لے کر آئی۔ جس نے آگے چل کر انسانوں کو اخلاق و عمل کی اعلےٰ قدروں سے روشناس کرایا۔ وہ قوم جو ہمیشہ قبائلی عصبیت کا شکار رہی۔ ایک نہایت شائستہ اور مہذب قوم بن گئی۔ وہ قومیں جو اپنے آپ کو مہذب تصوّر کرتی تھیں۔ عربوں کی اس غیر معمولی تبدیلی سے ورطۂ حیرت میں پڑ گئیں۔ وہ اُٹھے اور آن کی آن میں بادل کی طرح دُنیا پر چھا گئے۔ جو کل تک اُونٹ چرانے اور لڑنے جھگڑنے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ آج قیصر و کسریٰ کے درباروں میں اسلام لے کر پہنچ چکے تھے۔ ان کے خلق سے مخالفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ سب کچھ سرورِ کائنات کی تعلیم و تربیت کا فیض تھا۔

آپؐ کو ابتدا ہی میں مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ ولادت سے چند ماہ قبل والد ماجد وفات پا چکے تھے۔ بچپن میں والدہ ماجدہ داغِ مفارقت دے گئیں۔ پرورش دادا عبدالمطلب کے ہاتھوں ہونے لگی۔ وہ بھی چل بسے تو چچا ابو طالب نے دستِ شفقت سر پر رکھا۔

آپؐ کو قوم کی مذموم حرکات اور افعالِ باطلہ سے بے حد نفرت تھی۔ اکثر تنہائی میں وقت گزارتے۔ ہر وقت تجسس میں رہتے۔ شاید معبود حقیقی کی جستجو تھی۔ اپنے بلند اخلاق اور حسنِ عمل کی بدولت اہل مکہ میں امین و صادق کے لقب سے مشہور تھے۔ عمر کی چالیسویں منزل میں رسالت عطا ہوئی۔ داعیانِ حق کا سلسلہ پہلے بھی جاری رہا تھا۔ مگر اُنہیں ایک خاص وقت اور قوم کے لئے بھیجا گیا۔ آپ کے کام کی نوعیت الگ تھی۔ اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو خاتم النبیین کہہ کر اس سلسلے کو ختم کر دینے کا فیصلہ فرما دیا۔ یعنی آپ کو تمام عالم کے لئے آخری پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ جس کی تائید میں قرآن حکیم میں فرمایا۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ط

ظہور قدسی سے قبل کے حالات محتاج بیان نہیں ان لوگوں کو پانی ایسی بافراط چیز پر سالہا سال برسرِ پیکار رہتے۔ دعوتِ حق دینا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ آپ کے اعلاء کلمۃ الحق کے ساتھ ہی تمام قوم جو آپ کو صادق اور امین کہتی تھی۔ سخت مخالف ہو گئی۔ خویش و اقارب نے صرف ساتھ ہی نہ چھوڑا بلکہ مخالفت میں پیش پیش تھے۔ پہلے آپ کو طرح طرح کے لالچ دیئے گئے۔ تاکہ آپ ان کے خداؤں کو جھٹلانا چھوڑ دیں۔ لیکن آپ نے سب کو بے نیل و مرام واپس لوٹا دیا۔ بلکہ اس کام میں جان تک لگا دینے کا اعلان فرما دیا۔ ایک داعیِ حق کی حیثیت سے آپ کو جن کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔ اور جو تکالیف برداشت کرنا پڑیں اس کی مثال دعوت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپؐ تن تنہا میدانِ دعوت میں کھڑے تھے۔ کوئی ساتھ نہیں۔ ایک اللہ کی حمایت حاصل ہے۔ کفّارِ مکہ کی شدید مخالفت کے باوجود آپؐ نے کام جاری رکھا۔ مگر جس قبیلے میں آپ دعوت دینے جاتے یہ وہاں آ موجود ہوتے۔ اور لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ کا شور مچا دیتے تھے۔ آپ مجبوراً خاموش ہو جاتے۔ شانِ مبارک میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے۔ جب یہ حربہ بھی ناکام رہا تو جسمانی اذیتیں دینے پر تُل آئے۔ کسی وقت صحنِ حرم میں گردن مبارک میں پھندا ڈال کر گھسیٹا جاتا۔ کہیں راستہ پُر خار بنایا جاتا۔ غرضیکہ نت نئی

ایذائیں تھیں اور آپؐ - ان حالات میں ایک اولوالعزم اور مستقل مزاج انسان کے پاؤں بھی متزلزل ہونا یقینی بات ہے - مگر عزم و استقلال کے اس پیکرؐ نے اُف تک نہ کی - یہاں خاطر خواہ کامیابی نظر نہ آئی - تو آپ طائف تشریف لے گئے - اہل طائف مکّے والوں سے بھی بازی لے گئے تھے - آپؐ نے بات کہی ہی تھی کہ استہزا میں اُڑانا شروع کر دیا - وہاں سے روانہ ہوئے تو شریر لڑکوں کو پیچھے لگا دیا گیا - جو آپؐ کو پتھر مارتے تھے - آپ زخمی ہوگئے - کوئی جائے پناہ نہیں تھی - دم لینے کو بیٹھنے بھی نہیں دیا جاتا تھا - پھر بھی مایوس نہ ہُوئے - بلکہ ان کے حق میں دُعائے خیر فرمائی - اس امید پر کہ شاید ان کی آئندہ نسلوں میں سے لوگ ایمان لے آئیں -

ہر سحر اپنی شام کر دیتی اور شام کے بعد رات اپنے سیاہ آنچل میں کائنات کو چھپا لیتی - جب ساری دُنیا خواب غفلت میں محو ہوتی - عین اُسی وقت کہیں سے ایک انسان کی درد بھری آواز اللہ کی بارگاہ میں پہنچ رہی ہوتی - " اے اللہ میرا کام تو صرف تیرا حکم پہنچا دینا ہے - ہدایت تیرے بس کی بات ہے - تو انہیں راہِ ہدایت دکھا - کھڑے کھڑے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے -

کچھ لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے تو وہ بھی کفار کے پنجۂ استبداد سے نہ بچ سکے - مگر ایک دفعہ جو صحیح معنوں میں حلقۂ اسلام میں داخل ہُوا دُنیا کی کوئی طاقت اُسے نہ پھیر سکی - مسلسل ناکامیوں کے بعد کفارِ مکّہ نے نعوذ باللہ آپؐ کے قتل کا منصوبہ بنایا - وحی کے ذریعے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہُوا - اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سُلا کر راتوں رات کفار کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مکّہ کی سمت کوچ کیا - حضرت صدیقؓ رفیقِ سفر تھے - صبح آپ کو نہ پا کر مشرکین سخت بوکھلائے - حالانکہ آپؐ کے گھر کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا - مگر اللہ تعالےٰ نے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا وعدہ پُورا کیا - آپ مع رفیقِ سفر سلامتی کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے - مدینہ میں شاندار استقبال کیا گیا - بہت سے لوگ مسلمان بھی ہُوئے -

اسلام کے سد باب کی تمامتر مساعی جب ناکام ہوتی نظر آئیں تو کفار کے سینے میں بغض و کینہ کی آگ مزید بھڑک اُٹھی - اس کے ساتھ ساتھ اسلام کا فروغ دیکھ کر باہمی مشورے سے اس مقدس گروہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی ٹھان لی -

حق پرستوں کو جب اس ناپاک ارادے کا علم ہُوا تو مقابلے کو بڑھے - اللہ تعالیٰ نے فتح کی بشارت دی - بدر کے میدان میں تصادم ہُوا - مسلمانوں کی اس قلیل سی جماعت نے کفاّ کو شکست فاش دے کر ثابت کر دیا کہ فتح اکثریت پر نہیں بلکہ مدد الٰہی پر منحصر ہے -

کفّار کے دلوں میں اسلام کی عظمت جاگزیں ہوگئی - وہ مسلمان جو حقیر سمجھے جاتے تھے - ایک باقاعدہ اور منظم جماعت سمجھے جانے لگے - یہ فتح اسلام کی استقامت کے لئے بنیادی حیثیت کی حامل تھی - اللہ کے دین نے پھیلنا تھا - مشرکین و کفار کے مخاصمت یا مخالفت سے رُک نہیں سکتا تھا - شمعِ ہدایتؐ کی روشنی سے مدینہ اور اُس کے نواحی علاقے پوری آب و تاب سے جگمگا رہے تھے -

آپ ہر وقت متفکّر رہتے کہ دُنیا کا کوئی گوشہ بھی چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوئے بغیر نہ رہے - قبیلوں اور قرب و جوار کے علاقوں کے بعد شاہانِ عالم کو دعوتِ اسلام دی گئی - دِیئے سے دیا جلنے لگا - جو لوگ دین سیکھ لیتے وہ دوسروں کو سکھاتے - باہر سے آنے والے اپنے اپنے علاقوں میں کام کر رہے تھے - مدینہ کی حیثیت اب مرکزِ اسلام کی تھی - ہر وقت لوگوں کا انبوہ رہتا - کوئی آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے - مگر مقصد سب کا ایک ہے -

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر - مختصر یہ کہ عرب کی وادیاں لا الہ الا اللہ کی پُر جوش صداؤں سے گونج اُٹھیں - مگر یہ سب کچھ خود بخود نہیں ہُوا اس کے لئے جو قربانیاں دی گئیں تفصیل اگر لکھی جائے تو کئی کتابیں بن سکتی ہیں -

آپؐ نے سنہ ۱۰ھ میں حج کا ارادہ فرمایا - اطرافِ ملک میں یہ خبر نہایت سرعت سے پھیل گئی - لوگ جوق در جوق آپؐ سے ملنے آ رہے تھے - یوں دکھائی دیتا تھا کہ انسانوں کا ایک سیلاب اُمنڈا چلا آ رہا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ عرفات میں تشریف لائے - حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا - اے لوگو ! شاید یہ ہماری آخری ملاقات ہو - خوب غور سے سُن لو - کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا - اللہ تعالےٰ نے آج دین کو مکمل کر دیا ہے - یعنی اسلام ایک مکمل اور اللہ کا پسندیدہ دین ہے -

قرآنِ حکیم تمہارے لئے مشعلِ راہ ہے - اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے اِنَّا لَہٗ لحافظون - کہہ کر لیا ہے - اللہ تعالےٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو آپس میں اخوّت و محبّت قائم رکھو - انشاء اللہ جنّت الفردوس میں جگہ ملے گی - بشرطیکہ تم نے ارکانِ خمسہ پر پوری طرح پابندی سے عمل کیا - اور قرآن حکیم کو اپنا دستور العمل بنایا -

اے لوگو ! کیا تم گواہ ہو کہ مَیں نے اللہ کے احکام تم تک پوری طرح پہنچا دیئے؟ تقریباً ایک لاکھ کے مجمع نے بیک آواز کہا - " ہاں صرف پہنچا ہی نہیں دیا بلکہ اس کا پُورا حق بھی ادا کر دیا ہے - آگے فرمایا - کہ تم کو چاہیئے کہ یہ بات غائبین تک پہنچا دو - ممکن ہے اُن لوگوں میں سے ایسے پیدا ہو جائیں جو اشاعت دین کو اور زیادہ حُسن و خوبی سے انجام دے سکیں - یہ آخری اور ابدی پیغام حجۃ الوداع کے موقعہ پر انسانیت کے محسنِ اعظم (فداہ ابی و امی) انسانوں تک پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے -

حجۃ الوداع کے بعد واپس تشریف لائے - چند ماہ بعد ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو تھوڑی سی علالت کے بعد اُپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے - اُس محسنِ اعظم نے کس قدر مصائب برداشت کرکے اللہ تعالےٰ کا پیغام پہنچایا - ساری زندگی فقر و فاقہ میں گزاری - کبھی نرم بستر پر آرام نہیں فرمایا - دُنیا کو نگاہِ التفات سے ہرگز نہ دیکھا - جس اُمّت کے لئے اپنے دندانِ مبارک شہید کرائے - اسی اُمّت کی روز قیامت شفاعت کے لئے بھی ہر ممکن کوشش فرمائیں گے - اللہ تعالےٰ ہمیں اُس پاک معصوم اور کامل انسان کے طفیل صراطِ مستقیم پر چلنے کی استطاعت عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ -

---

# ذکرِ الٰہی

(از محمد شفیع عمرالدین صاحب سجاول)

## عبادت گزار مومن کی موت

اللہ تعالےٰ نے سورہ الدخان میں قوم فرعون کی بربادی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"پس نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین۔" (آیت ۲۹)

"حدیث میں فرمایا کہ مسلمان کے مرنے پر روتا ہے دروازہ آسمان کا جس سے اس کی روزی اُترتی۔ اور زمین جہاں وہ نماز پڑھتا۔" (موضح القرآن)

"ہر بندے کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ سے اس کی روزی اُترتی ہے۔ اور دوسرے دروازہ سے اس کے اعمال صالح اُوپر چڑھتے ہیں۔ اس کی مرگ پر جب وہ عمل اور رزق کو بند پاتے ہیں۔ تو روتے ہیں۔" (ابن کثیرؒ بحوالہ ابو یعلیٰ موصلی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومن پر چالیس روز تک زمین روتی ہے۔ (ابنِ کثیرؒ)

حاصل یہ نکلا کہ اللہ اللہ کرنے والے نیکوکار بندے کی بڑی شان ہے۔ جس کی موت پر آسمان اور زمین بھی روتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ زندگی کا ہر لمحہ رضاء الٰہی کے مطابق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے گزارے۔

## شب بیداری سے شیطان کا روکنا

**حدیث** - حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آدمیوں کے سر کے پچھلے حصّہ کے بالوں میں شیطان تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ اور ہر گرہ پر یہ پڑھتا ہے۔ "ابھی بہت رات باقی ہے سوتا رہ۔" اب اگر وہ بیدار ہو کر ذکرِ الٰہی کرتا ہے تو ایک گرہ کھُل جاتی ہے۔ اور صبح کو وہ چُست چاق اور تندرست اُٹھتا ہے۔ ورنہ سُست کاہل اور ناپاک اُٹھتا ہے۔ (بخاری جلد دوم۔ کتاب بدء الخلق)

**حاصل** یہ نکلا کہ شیطان کے بہکانے پر سوتا نہ رہے۔ اور نماز کا وقت ضائع نہ کردے۔ اس عمل پر مستعد رہنے سے سستی اور کاہلی قریب نہ پھٹکے گی اور چست اور تندرست رہوگے۔

## رات کو ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے سونا

**حدیث** - حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان رات کو اللہ کا ذکر کرتا ہُوا با وضو سوتا ہے اور پھر رات کو آنکھ کھُل جانے پر اللہ تعالےٰ سے دُنیا و آخرت کی کوئی بھلائی طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے (ابو داؤد - باب الادب)

حاصل یہ نکلا کہ رات کو با وضو ذکرِ الٰہی کرتے ہُوئے سونا چاہیئے۔ مثلاً

سُبحان اللہ ۳۳ بار
الحمد للہ ۳۳ بار
اللہ اکبر ۳۴ بار

سوتے وقت پڑھ لیا جائے۔ (بخاری۔ کتاب الدعوات)

سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سوتے وقت پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرکے بدن پر پھیر لے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

جب خواب سے بیدار ہو تو استغفار کرے۔ دین و دُنیا کی بھلائی مانگے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کی تسبیح پڑھے۔

## ذکرِ الٰہی نہ کرنے پر ندامت

**حدیث** - حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی جگہ لیٹا ہو جہاں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو قیامت کے روز اس کو افسوس ہوگا۔ اور جو شخص ایسی جگہ بیٹھا ہو، جہاں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو قیامت کے دن اس کو حسرت و ندامت ہوگی۔ (ابو داؤد پارہ ۲۱)

حاصل یہ نکلا جس جگہ ہمیں تھوڑی دیر کے لئے لیٹنے یا بیٹھنے کا موقعہ ملے وہاں کچھ نہ کچھ ذکرِ الٰہی بھی کر لینا چاہیئے تاکہ روزِ جزا کی حسرت و ندامت سے بچاؤ ہو سکے۔

## ستونِ حنانہ پر ذکرِ الٰہی کے تاثرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں کھجور کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر تیار کیا گیا۔ اور سرکار دو عالم ستون کی بجائے منبر پر تشریف فرما ہُوئے تو یہ ستون درد ماہ کی گابھن اُونٹنی کی آواز کی طرح چلانے لگا۔ یہاں تک کہ پھٹنے کے قریب ہوگیا۔ آخر آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا۔ اس کو سینے مبارک سے لگایا۔ تب اس کی آواز موقوف ہوئی۔

(ماخوذ از بخاری - کتاب المناقب کتاب البیوع)

یہ تھا سرکارِ دو عالمؐ کا معجزہ جسے حضرات صحابہ کرامؓ نے ملاحظہ فرمایا۔

ایک سچّے مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ صحیح احادیث میں جن معجزات کا ذکر ہے وہ سب کے سب برحق ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(الذٰریٰت ع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ - میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

ہمیں **عبدیت کا مقام** حاصل کرنے کے لئے اپنے اعتقادات کتاب و سُنّت کے مطابق درست کرنے ہوں گے۔ بدنی عبادات نماز، روزہ وغیرہ کی پابندی کرنی ہوگی، انفاقِ مال بصیغہ زکوٰۃ، قربانی وغیرہ کرنا ہوگا۔ المختصر جملہ احکامِ شریعت کی پابندی کرنی ہوگی۔

الحاصل مقامِ عبدیت تک پہنچنے کے لئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنی ہوگی۔ ؎

آنکہ اندر شرع باشد ناپسند
گردِ او ہرگز مگرد اے ہوشمند
(عطارؒ)

یعنے جو چیز شرع نے ناپسند فرمائی ہو اے عقلمند! تو اس کے قریب بھی ہرگز مت جا۔ ؎

اے پسر راہِ شریعت پیش گیر
زود تر ترکِ ہوائے خویش گیر
(عطارؒ)

یعنے میرے بیٹے شریعت کے راستے کو محکم پکڑ اور حرص و ہوا کو چھوڑ دے۔

---

# سیّدنا فاروق اعظمؓ پر ایک سرسری نظر

(از جناب نصیر علی صاحب طارق سٹوڈنٹ بی اے فائنل ایرا تادلی بستی جھنگ صدر)

اس وقت جبکہ کفر و شرک کی گھنگھور گھٹائیں بلادِ عرب پر گھٹا ٹوپ اندھیرا پھیلائے ہوئے تھیں - ہر نوع کی بُرائی جائز تصوّر کی جاتی تھی - دختر کشی کا عام رواج پڑ گیا تھا - جُوا - شراب جنگ و جدل عام مشغلے تھے - جہالت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا نظر آتا تھا - تندی و بے غیرتی ہر شخص کا جزو بن کر رہ گئی تھی - ہر معمولی بات پر اڑنا شیوہ بن چکا تھا - غرض ہر طرف سرکشی کا دور دورہ تھا - اور تاریکیِ الحاد ایک مہیب صورت میں امن و سکون کو ہڑپ کرنے کی فکر میں تھی - عرب لوگ سرکش اُونٹ کی مانند تھے - ان کو قابو میں کرنے کے لئے رحمت ایزدی جوش میں آئی اور رحمۃ للعالمین کی شکل میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بے راہ قوم کے پاس رشد و ہدایت کا منبع دے کر بھیجا - اس آفتابِ رسالت نے بڑے بڑے سرکشوں کو دربار خداوندی میں جُھکا کر رکھ دیا -

حضرت عمرؓ بہت جابر - تند مزاج واقع ہوئے تھے - زمانہ جاہلیت میں رسولِ مدنی کی بات تک سُننا گوارا نہ کرتے تھے - لیکن نبیِ برحق نے آپ کو خدا سے مانگا - حضورؐ کی دُعا کی برکت سے ہاتھ میں تلوار دل میں پشیمانی اور آنکھوں میں آنسو لئے ہُوئے آقائے نامدار کے حضور میں حاضر ہوئے - زمین و آسمان نعرۂ اللہ اکبر سے گونج اُٹھے - کعبہ میں اذان کا شیریں نغمہ پھُوٹ پڑا - کفّارِ مکّہ حیران کہ آج وہی شخص مؤذّن کا محافظ ہے - جو چند لمحے پہلے محمدؐ کا سر لینے گیا تھا - لرزہ طاری ہے - لیکن خوفِ عمرؓ سے کسی کو آنکھ اُٹھانے کی ہمّت نہیں - اسلام کا چمن سرسبز و شاداب نظر آنے لگا - ہر معرکہ میں رسولؐ کے گرد پروانے کی مانند چکّر لگائے - لیکن شمع پر آنچ نہ آنے دیتے - ہجرت کے موقع پر کعبہ میں نماز ادا کی اور اس کے بعد کافروں کو للکار کر کہا - کہ "مَیں ہجرت کر رہا ہوں جس کو منظور ہے کہ اس پر اُس کی ماں نوحہ کرے - وہ مجھے اس وادی کے پار ملے" لیکن کفّارِ مکّہ کی ہمّت نہ پڑی کہ آپ کو روکیں -

اسلام پر دُنیا کی ہر ایک چیز کو قربان کرنا آپ کے ایمان کا جزو تھا - جنگ بدر میں اپنے کئی رشتہ داروں کو . . . . . . اپنے ہاتھوں سے قتل کیا - بیٹی رسولؐ کے قدموں میں ڈال دی - آپ فقط عرب و عجم کے بادشاہ نہیں بلکہ نصف دُنیا کے بادشاہ تھے آپ کی قمیص میں ایک نہیں کئی پیوند ہوتے تھے - آپ گئے تو بیت المقدس کو فتح کرنے، لیکن حالت یہ کہ غلام اُونٹ پر خود مہار پکڑے ہُوئے - بادشاہی میں فقیری کے مزے لُوٹنے والے لوگ بہت کم عمرؓ کے درجے تک پہنچے - کم نہیں بلکہ عنقا ہیں -

رسول اکرمؐ آپ سے اہم معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے - بلکہ آپ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمرؓ ہوتا - عہدِ صدیقیؓ میں بھی آپ حکومت کے دستِ راست رہے - حضرت ابوبکرؓ آپ کے فہم و ذکا پر ناز کرتے تھے - حضرت صدیقؓ نے آپ کو خلیفہ مقرر کیا تو لوگ خوف سے لرز گئے - اور آپ سے عرض کیا - کہ عمرؓ یوں تو بہترین شخص ہے - لیکن ان کے مزاج میں سختی ہے - آپ نے فرمایا کہ "وہ اس لئے سخت ہیں کہ مَیں نرم ہوں - جب خلافت کا بار پڑے گا تو خود بخود نرم ہو جائیں گے - آخر سب نے حضرت عمرؓ کی خلافت پر اتفاق کیا - آپ نے خطبۂ خلافت دیا - جو بہت مختصر تھا - "عرب کی مثال اس اُونٹ کی ہے - جو ساربان کا مطیع ہو - ساربان کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ وہ اس کو کس طرف لے جا رہا ہے - ربِّ کعبہ کی قسم! مَیں تم کو سیدھے راستے پر لے کر چلوں گا"

جنگِ قادسیہ کے شروع ہونے پر آپ بڑے متفکّر رہتے تھے - اور ہر صبح قاصد کے انتظار میں مدینہ سے نکل جاتے اور دوپہر کو واپس آتے - ایک دن حسبِ معمول قاصد کا انتظار فرما رہے تھے کہ اُونٹ سوار حضرت سعدؓ کا فتح نامہ لئے ہُوئے آیا - اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عمرؓ ہیں - اس لئے وہ سوار ہی رہا - اور آپ اس کے ساتھ پیدل دوڑتے رہے - اور لڑائی کے حالات پوچھتے رہے - اسی حالت میں دونوں شہر میں داخل ہوئے - جب سوار نے دیکھا کہ سب لوگ امیرالمومنین کہکر سلام کر رہے ہیں تو بہت پریشان ہُوا - لیکن آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے - آپ نے لوگوں کو فتح قادسیہ کی خوشخبری سُنائی اور مختصر سی تقریر فرمائی -

"مسلمانو! مَیں تمہارا بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنالوں - مَیں خود خدا کا غلام ہوں - البتہ خدمت کا بارگراں مجھ پر ڈالا گیا ہے - اگر مَیں اس طرح تمہاری خدمت کرسکوں کہ تم چین سے گھروں میں سوؤ - تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوسکتی ہے - اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر پہرہ دو - تو یہ میری بدبختی ہے -"

مسلمانو! حضرت عمرؓ کے کچھ واقعات سُنانے سے میری غرض یہ نہیں ہے - کہ آپ فقط سُن کر خوش ہوں - بلکہ ان کے واقعات ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں - کہ ان میں آخر کیا جذبہ تھا جو اُنہیں بے چین رکھتا تھا - آخر وہ دُنیا میں شاہانہ زندگی کیوں نہ گزارتے تھے - اور دُنیا میں عیش کرنا ان کا مطمح نظر کیوں نہ بنا - ان کا نظریہ صرف ایک تھا - اور وہ یہ تھا کہ وہ اللہ تعالےٰ اور رسولؐ کو خوش کرنے کے لئے اپنا تن - من - دھن سب کچھ لگا دیتے تھے - اسی لئے خدا اُن سے خوش تھا - ورنہ دُنیا کی کوئی ایسی نعمت نہ تھی جو انہیں میسّر نہ تھی - مگر وہ لوگ خدا کی خوشنودی کے سامنے دُنیا کی ہر چیز کو ہیچ سمجھتے تھے - ان حضرات کی کیفیّت یہ تھی جو اقبالؒ مرحوم نے بیان فرمائی ہے - ؎

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

## بچوں کا صفحہ:

# ایک لالچی نے ایک ٹیڑھے درخت کے بدلے چالیس درخت وصول کئے

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

پیارے بچو! حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کے مکان میں ایک کھجور کا درخت کھڑا تھا۔ جس کی شاخ پڑوسی کے مکان پر بھی لٹک رہی تھی۔ وہ پڑوسی غریب تھا۔ جب یہ شخص اپنے درخت پر کھجوریں توڑنے کے لئے چڑھتا تو حرکت سے کچھ کھجوریں پڑوسی کے مکان میں بھی گر جایا کرتیں۔ جن کو اس کے غریب بچے اُٹھا لیا کرتے۔ یہ شخص درخت پر سے اُترتا اور پڑوسی کے مکان پر جا کر ان بچوں کے ہاتھ میں سے کھجوریں چھین لیتا۔ حتّٰی کہ اُن کے مُنہ میں سے بھی اُنگلی ڈال کر نکال لیا کرتا۔ اُس فقیر نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ حضورؐ نے سُن کر فرمایا کہ اچھا جاؤ۔ اس کے بعد کھجور کے مالک سے حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا فلاں کھجور کا درخت جو فلاں شخص کے گھر میں جُھک رہا ہے۔ وہ تم مجھے اس وعدے پر دیتے ہو کہ تمہیں اس کے بدلے میں جنّت میں کھجور کا درخت مل جائے۔

اس نے عرض کیا کہ حضورؐ اس کے اور لوگ بھی خریدار ہوئے اور میرے پاس اور بھی درخت ہیں۔ مگر اس کی کھجوریں مجھے بہت پسند ہیں۔ اس لئے مَیں نے فروخت نہیں کیا۔ اور یہ کہہ کر اس کے دینے سے عذر کر دیا۔ (مالک تو بہر حال وُہی تھا۔ حضورؐ نے یہ سُن کر سکوت فرمایا) ایک تیسرے صاحب بھی اس گفتگو کو سُن رہے تھے انہوں نے اس کے جانے کے بعد حضورؐ سے عرض کیا کہ اگر وہ درخت مَیں لے کر پیش کر دوں تو میرے لئے بھی وُہی وعدہ جنّت میں کھجور کے درخت کا ہے جو حضورؐ نے اُس سے فرمایا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا تم سے بھی وُہی وعدہ ہے۔ یہ صاحب اُٹھے اور اُس درخت کے مالک کے پاس جاکر کہا۔ کہ میرے پاس بھی کھجور کا باغ ہے۔ تم اپنے اس درخت کو کسی قیمت پر بیچ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ حضورؐ نے مجھ سے جنّت میں درخت کا وعدہ کیا تھا۔ مَیں نے اس پر بھی نہ دیا۔ یہ درخت مجھے بہت پسند ہے۔ مَیں اس کو بیچ تو سکتا ہوں۔ مگر جتنی قیمت مَیں چاہتا ہوں اُتنی کوئی دے گا نہیں۔ اُس نے پوچھا کہ کتنی قیمت چاہیئے؟ اُس نے کہا کہ چالیس درختوں کے بدلے میں بیچ سکتا ہوں۔ اس شخص نے کہا۔ ایک ٹیڑھے درخت کی قیمت چالیس درخت بہت زیادہ ہے۔ اچھا اگر مَیں چالیس درخت اس کے بدلہ میں دے دوں تو تُو بیچ دے گا۔ درخت والے نے کہا۔ کہ اگر تُو اپنی بات میں سچّا ہے تو قسم کھا کہ مَیں نے چالیس درخت ایک درخت کے بدلے میں دے دیئے۔ ان صاحب نے قسم کھا لی کہ مَیں نے چالیس درخت اس ٹیڑھے درخت کے بدلہ میں دے دیئے۔ اس کے بعد وہ درخت والا پھر گیا کہ مَیں فروخت نہیں کرتا۔ اُن صاحب نے کہا۔ کہ اب تُو ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ تیرے کہنے پر مَیں نے قسم کھائی ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا اس شرط پر کہ سب کے سب درخت ایک ہی جگہ ہوں۔ اُنہوں نے تھوڑی دیر سوچ کر اُس کا بھی وعدہ کر لیا۔ کہ سب ایک ہی جگہ ہوں گے۔ بات پختہ کر کے یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ حضورؐ وہ درخت مَیں نے خرید لیا۔ وُہ حضورؐ کی نذر ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اُس فقیر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور وُہ درخت اُس فقیر کو مرحمت فرما دیا۔ اس کے بعد سورہ واللیل نازل ہوئی۔

(وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۙ وَالنَّھَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰٓی ۙ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ؕ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ؕ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۙ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۙ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ؕ وَمَا یُغْنِیْ عَنْہُ مَالُہٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ؕ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی ۙ)

سورہ واللیل رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ رات کی قسم جب کہ وہ چھا جائے اور دن کی جب کہ وہ روشن ہو۔ اور اس کی قسم کہ جس نے نر و مادہ کو بنایا بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے۔ پھر جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم اس کے لئے جنّت کی راہیں آسان کر دینگے۔ اور لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور نیک بات کو جھٹلایا تو ہم اُس کے لئے جہنّم کی راہیں آسان کر دیں گے۔ اور اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئیگا۔ جبکہ وہ گڑھے میں گرے گا۔ بیشک ہمارے ذمہ راہ دکھانا ہے۔

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۱۱/
ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے ۳/۱

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل
(مغربی پاکستان)

رجسٹرڈ
ایل نمبر
۶۰۴۷

## مطبوعات انجمن خدام الدین

مجموعہ رسائل مجلد ۲ عدد ۰-۸-۰ ۷ معہ محصولڈاک ۸-۳
خلاصۃ المشکوٰۃ ۰-۸-۱ ″ ۰-۰-۲
گلدستہ صد احادیث نبوی / مجلد جیبی سائز ۰-۵-۰ ″ ۰-۷-۰
مجموعہ تفاسیر مجلد ۰-۸-۱ ″ ۰-۰-۲
ضرورۃ القرآن ۳/ اصلی حنفیت ۰-۲-۰
اسماء اللہ الحسنیٰ ۵/ بہشتی دوزخی کی پہچان ۲/
مقصد قرآن ۳/ نجات دارین کا پروگرام ۳/
استحکام پاکستان ۳/ معہ محصول ۴/
اسلام اور احمد ازم (انگریزی زبان میں) ۵/ ″ ۷/
مسٹر اور علما ۳/ ″ ۴/

رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے
ملنے کا پتہ
ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا

## دُوسرا سالانہ دورۂ قرأت

### مدرسہ قاسم العلوم تھر بچانی ضلع سکھر

۲۰ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۵۹ء سے شروع ہو کر ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۵۹ء تک رہیگا شیخ القراء مولانا الحاج انقاری الحافظ حضرت محمد صاحب مدنی مدظلہ العالی عربی، اردو۔ فارسی اور سندھی میں فن تجوید قرأت کی کتابیں پڑھائیں گے فوراً اپنی درخواستیں پتہ ذیل پر ارسال کریں۔ طلباء عربی کو درخواست میں اپنی علمی لیاقت بتانا ضروری ہے۔ قیام و طعام کے لئے مدرسہ ذمہ وار ہوگا۔ موسم کے لحاظ سے اپنا بستر ہمراہ لائیں داخل ہونیوالے طلباء کو ۱۹ شعبان المعظم تک مدرسہ میں پہنچنا ضروری ہے۔

(خادم الاسلام) محمد ہارون صاحب
ناظم مدرسہ قاسم العلوم تھر بچانی اسٹیشن سانگھی ضلع سکھر

## ایک ضروری اعلان

زکوٰۃ خیرات صدقات کے موقعوں پر اس قرآن کے مدرسہ کے غریب و یتیم طلبا کا بھی خاص خیال رکھیں اس کی سالانہ چھوٹی روئیداد بھی شائع ہو چکی ہے۔

قاری محمد دین ناظم مدرسہ تعلیم القرآن
(مریڑ حسن) راولپنڈی

## مدرسہ اشرفیہ سکھر

شہر سکھر میں تقریباً چار سال سے دینی علوم کی خدمت بجا لا رہا ہے اس وقت تیرہ اساتذہ تقریباً دو سو پچاس (۲۵۰) شہری اور بیرونی طلباء و طالبات قرآن پاک حفظ و ناظرہ، حدیث و تفسیر، فقہ و اصول فقہ، ادب و منطق حساب و اردو تاریخ و سیر کے علوم سے فیضیاب ہو رہے ہیں بیرونی نادار طلباء کے جملہ اخراجات کی کفالت مدرسہ ہی کرتا ہے اس وقت تک ۹۴ طلباء و طالبات حفظ و ناظرہ قرآن پاک ختم کر چکے ہیں اور ڈھائی سو کے قریب اس وقت تک فیضیاب ہو رہے ہیں مدرسہ کے اوقات تعلیم صبح آٹھ بجے سے ۱۲ بجے تک ظہر سے عصر تک مغرب سے عشا تک ہیں اپنی آئندہ نسلوں کو دینی تعلیم دلوا کر مدرسہ کی دینی خدمات سے فائدہ اٹھایئے نیز خیرات و صدقات میں اس خالص دینی درسگاہ کو فراموش نہ فرمایئے!

مولانا محمد احمد تھانوی ناظم مدرسہ اشرفیہ سکھر



پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا